آیت نمبر 49 تا 52

ترجمہ:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا	اِذَا نَكَحْتُمُ	الْمُؤْمِنٰتِ	ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ
اے لوگو! جو ایمان لائے	جب تم لوگ نکاح کرتے ہو	مومن عورتوں سے	پھر تم لوگ طلاق دیتے ہو ان کو

مِنْ قَبْلِ اَنْ	تَمَسُّوْهُنَّ	فَمَا لَكُمْ	عَلَيْهِنَّ	مِنْ عِدَّةٍ
اس سے پہلے کہ	تم لوگ چھوؤ ان کو	تو نہیں ہے تمہارے لئے	ان عورتوں پر	کوئی بھی گنتی کرنا

تَعْتَدُّوْنَهَا ۚ	فَمَتِّعُوْهُنَّ	وَسَرِّحُوْهُنَّ	سَرَاحًا جَمِيْلًا ۝٤٩
تم لوگ اہتمام سے گنتے ہو جس کو (یعنی عدت)	تو سامان (تحفہ) دو ان کو	اور آزاد کرو ان کو	خوبصورتی سے آزاد کرنا

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ	اِنَّآ اَحْلَلْنَا لَكَ	اَزْوَاجَكَ الّٰتِيْٓ	اٰتَيْتَ	اُجُوْرَهُنَّ	وَمَا
اے نبیؐ	بیشک ہم نے حلال کیں آپؐ کے لئے	آپؐ کی ان بیویوں کو جن کو	آپؐ نے دیا	ان کا اجر (مہر)	اور ان کو جن کے

مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ	مِمَّآ	اَفَآءَ اللّٰهُ عَلَيْكَ	وَبَنٰتِ عَمِّكَ
مالک ہوئے آپؐ کے داہنے ہاتھ (کنیزیں)	ان میں سے جن کو	لوٹایا اللہ نے آپؐ پر (مال غنیمت میں)	اور آپؐ کے چچا کی بیٹیاں

وَبَنٰتِ عَمّٰتِكَ	وَبَنٰتِ خَالِكَ	وَبَنٰتِ خٰلٰتِكَ	الّٰتِيْ
اور آپؐ کے پھوپھیوں کی بیٹیاں	اور آپؐ کے ماموں کی بیٹیاں	اور آپؐ کی خالاؤں کی بیٹیاں	جنہوں نے

هَاجَرْنَ مَعَكَ	وَامْرَاَةً مُّؤْمِنَةً	اِنْ وَّهَبَتْ	نَفْسَهَا
ہجرت کی آپؐ کے ساتھ	اور ایسی مومن عورت کو (حلال کیا) جو	اگر معاوضہ کے بغیر بخش دے	اپنی جان کو

لِلنَّبِيِّ	اِنْ اَرَادَ النَّبِيُّ	اَنْ يَّسْتَنْكِحَهَا ۤ
ان نبیؐ کے لئے	اگر ارادہ کریں یہ نبیؐ	کہ وہ نکاح کریں اس سے

خَالِصَةً لَّكَ	مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ	قَدْ عَلِمْنَا	مَا فَرَضْنَا	عَلَيْهِمْ
خالص ہوتے ہوئے آپؐ کے لئے	تمام مومنوں کے علاوہ	ہم جانتے ہیں	اس کو جو ہم نے فرض کیا	ان لوگوں (مومنوں) پر

فِيْٓ اَزْوَاجِهِمْ	وَمَا	مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ	لِكَيْلَا يَكُوْنَ	عَلَيْكَ حَرَجٌ ۭ
ان کی بیویوں (کے بارے) میں	اور ان (کے بارے) میں جن کے	مالک ہوئے ان کے داہنے ہاتھ	تاکہ نہ ہو	آپؐ پر کوئی الزام

وَكَانَ اللّٰهُ	غَفُوْرًا	رَّحِيْمًا ۝٥٠	تُرْجِيْ	مَنْ تَشَاۗءُ	مِنْهُنَّ
اور اللہ ہے	بے انتہا بخشنے والا	ہمیشہ رحم کرنے والا	آپؐ موخر کریں	اس کو جس کو آپؐ چاہیں	ان میں سے

وَتُؤْوِيْٓ	اِلَيْكَ	مَنْ تَشَآءُ ط	وَمَنِ ابْتَغَيْتَ	مِمَّنْ	عَزَلْتَ 1543
اور آپؐ ٹھہرائیں	اپنے پاس	جس کو آپؐ چاہیں	اور جس کو آپؐ چاہیں	ان میں سے جن کو	آپؐ نے کنارے کیا

فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ ط	ذٰلِكَ اَدْنٰٓى	اَنْ تَقَرَّ	اَعْيُنُهُنَّ	وَلَا يَحْزَنَّ
تو کوئی بھی الزام نہیں ہے آپؐ پر	یہ زیادہ قریب ہے	کہ ٹھنڈی ہوں	ان (ازواج) کی آنکھیں	اور وہ غمگین نہ ہوں

وَيَرْضَيْنَ	بِمَآ	اٰتَيْتَهُنَّ	كُلُّهُنَّ ط	وَاللّٰهُ يَعْلَمُ	مَا	فِيْ قُلُوْبِكُمْ ط
اور وہ راضی ہوں	اس سے جو	آپؐ دیں ان کو	وہ سب کی سب	اور اللہ جانتا ہے	اس کو جو	تم سب کے دلوں میں ہے

وَكَانَ اللّٰهُ	عَلِيْمًا	حَلِيْمًا ﴿٥١﴾	لَا يَحِلُّ لَكَ	النِّسَآءُ	مِنْ بَعْدُ
اور ہے اللہ	جاننے والا	تحمل والا	حلال نہیں ہوں گی آپؐ کے لئے	عورتیں	اس کے بعد سے

وَلَآ اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ	مِنْ اَزْوَاجٍ	وَّلَوْ اَعْجَبَكَ	حُسْنُهُنَّ
اور نہ یہ کہ آپؐ تبدیل کریں ان کے بدلے	بیویوں سے	اور اگرچہ بھلا لگے آپؐ کو	ان کا حسن

اِلَّا مَا	مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ ط	وَكَانَ اللّٰهُ	عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ	رَّقِيْبًا ﴿٥٢﴾ ع
سوائے اس کے جس کے	مالک ہوئے آپؐ کے داہنے ہاتھ	اور ہے اللہ	ہر چیز پر	نگہبانی کرنے والا

نوٹ۔1

نکاح کے بعد اور رخصتی سے پہلے طلاق دینے کا سوال خاص طور پر اس زمانے میں اس لئے پیدا ہوا ہوگا جب سورہ نساء میں چار سے زیادہ شادیوں پر پابندی لگا دی گئی۔ اس حکم کی تعمیل میں طلاق کے واقعات بکثرت پیش آئے ہوں گے۔ اور طلاق دینے والوں نے زیادہ بہتر یہی سمجھا ہوگا کہ اپنی ان منکوحات کو طلاق دیں جن کی رخصتی ابھی نہیں ہوئی ہے۔ آیت 49 نے ان کے لئے مبنی برعدل سہولت مہیا کر دی کہ ایسی عورتوں کے معاملہ میں عدت کے لحاظ کی ضرورت نہیں ہے۔ (تدبر قرآن)

نوٹ۔2

سورہ کی مذکورہ آیت کے نزول کے بعد جن مسلمانوں کے نکاح میں چار سے زیادہ بیویاں تھیں انہوں نے زائد بیویوں کو طلاق دے دی، لیکن نبی ﷺ سے کسی بیوی کو طلاق دینا ثابت نہیں ہے۔ اس کی وجہ سے یہ ہے کہ اس وقت آپؐ کے نکاح میں چار ہی بیویاں تھیں۔ بعد میں جب اللہ تعالیٰ کے حکم سے آپؐ نے بی بی زینبؓ سے نکاح کیا تو مخالفین نے اعتراض کیا کہ آپؐ نے اپنے لئے الگ دوسروں کے لئے الگ شریعت بنا رکھی ہے۔ آیات 50 تا 52 میں اللہ تعالیٰ نے اس خاص اجازت کی وضاحت فرمائی جو ازواج کے معاملہ میں آپ ﷺ کو اللہ نے دی تھی۔ اس خاص اجازت کے نمایاں پہلو یہ ہیں۔ (1) وہ ازواج جن کے مہر آپ ﷺ ادا کر چکے وہ جائز کی گئیں۔ (2) غنیمت میں جو کنیزیں حاصل ہوں اگر آپ ﷺ ان میں سے کسی کو آزاد کر کے ان سے کاح کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں۔ (3) آپ ﷺ کے قریبی رشتہ کی جن خواتین نے دین کی خاطر ہجرت کی ہے، ان میں سے کسی سے بھی آپ ﷺ نکاح کر سکتے ہیں۔ (4) اگر کوئی مومنہ خود کو ہبہ کر دے اور آپ ﷺ اس سے نکاح کرنا چاہیں تو اس کی بھی اجازت ہے۔ (5) یہ خصوصی اجازت تمام تر مصلحت دین کی خاطر ہیں اس لئے حقوق زوجیت کے معاملہ میں آپ ﷺ پر سے وہ پابندیاں اٹھالی گئیں جو دوسروں پر تھیں۔ (6) اس دائرے کے باہر آپ ﷺ کوئی نکاح نہیں کر سکتے۔ (7) ان ازواج سے دوسری ازواج بدل نہیں سکتے۔ (تدبر قرآن، ج6، ص248، 249)

یہ بات ملحوظ خاطر رہنی چاہئے کہ مذکورہ بالا وضاحت سے مقصود کفار و منافقین کو مطمئن کرنا نہیں تھا 1543 بلکہ ان مسلمانوں کو مطمئن کرنا تھا جن کے دلوں میں مخالفین اسلام وسوسے ڈالنے کی کوشش کر رہے تھے۔ انہیں چونکہ یقین تھا کہ قرآن اللہ کا کلام ہے۔ اس لئے ایک آیت کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے اعلان فرمایا کہ چار بیویوں کے عام قانون سے نبی ﷺ کو ہم نے مستثنیٰ کیا ہے۔ اِنَّآ اَحْلَلْنَا لَكَ کا دوسرے الفاظ میں مطلب یہ ہے کہ عام مسلمانوں کے لئے چار کی قید لگانے والے بھی ہم ہی ہیں۔ اور اپنے نبی ﷺ کو اس قید سے مستثنیٰ کرنے والے بھی ہم خود ہیں۔ اگر وہ قید لگانے کے ہم مجاز تھے تو آخر اس استثناء کے مجاز ہم کیوں نہیں ہیں۔ (تفہیم القرآن)

بی بی زینب ؓ بنت جحش سے نکاح کے وقت آپ ﷺ کی جو چار بیویاں تھیں وہ یہ ہیں۔ بی بی سودہ ؓ جن سے ۳ قبل ہجرت میں نکاح ہوا۔ بی بی عائشہ ؓ جن سے نکاح ۳ قبل ہجرت میں ہوا اور رخصتی ۱ھ میں ہوئی۔ بی بی حفصہ ؓ سے نکاح ۳ھ میں ہوا۔ بی بی ام سلمہ ؓ جن سے نکاح ۴ھ میں ہوا جبکہ بی بی خدیجہ ؓ اور بی بی زینب ؓ بنت خزیمہ کا انتقال ہو چکا تھا۔ کنیزوں میں غزوہ بنی قریظہ سے بی بی ریحانہ ؓ، غزوہ بنی مصطلق سے بی بی جویریہ ؓ اور غزوہ خیبر سے بی بی صفیہ ؓ آپ ﷺ کی ملکیت میں آئیں۔ ان تینوں کو آزاد کر کے آپ ؐ ان سے نکاح کیا۔ حکمران مصر کی طرف سے تحفہ میں آئی ہوئی بی بی ماریہ قبطیہ ؓ کو آزاد کر کے نکاح کرنا ثابت نہیں ہے۔ دین کی خاطر ہجرت کرنے والی کزن بہنوں میں سے بی بی اُم حبیبہ ؓ سے آپ ﷺ نے ۷ھ میں نکاح فرمایا۔ خود کو ہبہ کرنے والی خواتین میں سے آپ ﷺ نے بی بی میمونہ ؓ سے 7ھ میں نکاح کیا لیکن ان کی خواہش اور مطالبہ کے بغیر آپ ﷺ نے ان کو مہر عطا فرمایا۔ (تفہیم القرآن اور تدبر قرآن سے ماخوذ)

آیت نمبر (8 تا 13)

ترجمہ:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا	لَا تَدْخُلُوْا	بُیُوْتَ النَّبِیِّ	اِلَّآ اَنْ یُّؤْذَنَ	لَكُمْ
اے لوگو! جو ایمان لائے	تم لوگ داخل مت ہو	ان نبیؐ کے گھروں میں	سوائے اس کے کہ اجازت دی جائے	تمہیں

اِلٰی طَعَامٍ	غَیْرَ نٰظِرِیْنَ	اِنٰىهُ	وَلٰكِنْ اِذَا	دُعِیْتُمْ	فَادْخُلُوْا
کھانے کی طرف	بغیر دیکھنے والے ہوتے ہوئے	اس کے تیار ہونے کو	اور لیکن جب	بلایا جائے تم لوگوں کو	تو داخل ہو

فَاِذَا طَعِمْتُمْ	فَانْتَشِرُوْا	وَلَا مُسْتَاْنِسِیْنَ	لِحَدِیْثٍ	اِنَّ	ذٰلِكُمْ
پھر جب کھا لو تم لوگ	تو بکھر جاؤ	اور نہ سننے کی خواہش کرنے والے	کسی بات کے لئے	بیشک	یہ (رویہ)

كَانَ یُؤْذِی	النَّبِیَّ	فَیَسْتَحْیٖ	مِنْكُمْ	وَاللّٰهُ لَا یَسْتَحْیٖ	مِنَ الْحَقِّ
تکلیف دیتا ہے	ان نبی کو	تو وہ حیا کرتے ہیں	تم لوگوں سے	اور اللہ حیا نہیں کرتا	حق (کہنے) سے

وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ	مَتَاعًا	فَسْـَٔلُوْهُنَّ	مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ	ذٰلِكُمْ	اَطْهَرُ
اور جب کبھی تم لوگ مانگو ان (ازواجؓ) سے	کوئی سامان	تو مانگو ان سے	پردہ کے پیچھے سے	یہ	زیادہ پاکیزہ

لِقُلُوْبِكُمْ	وَقُلُوْبِهِنَّ	وَمَا كَانَ لَكُمْ	اَنْ تُؤْذُوْا	رَسُوْلَ اللّٰهِ
تمہارے دلوں کے لئے	اور ان کے دلوں کے لئے	اور (جائز) نہیں ہے تمہارے لئے	کہ تم لوگ تکلیف دو	اللہ کے رسول کو

وَلَآ اَنۡ تَنۡكِحُوۡۤا	اَزۡوَاجَهٗ	مِنۡۢ بَعۡدِهٖۤ	اَبَدًا ؕ	اِنَّ	ذٰلِكُمۡ	1543 كَانَ	عِنۡدَ اللّٰهِ
اور نہ (جائز ہے) کہ تم لوگ نکاح کرو	انؐ کی بیویوں سے	ان کے بعد	کبھی بھی	بیشک	یہ (بات)	ہے	اللہ کے یہاں

عَظِيۡمًا ۝۵۳	اِنۡ تُبۡدُوۡا	شَيۡـًٔا	اَوۡ تُخۡفُوۡهُ	فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ	بِكُلِّ شَىۡءٍ	عَلِيۡمًا ۝۵۴
بہت بڑی	اگر تم لوگ ظاہر کرو	کوئی چیز	یا خفیہ رکھو اس کو	تو بیشک اللہ ہے	ہر چیز کا	علم رکھنے والا

نوٹ۔1

نبی ﷺ کسی تقریب پر صحابہ کرامؓ کو اپنے ہاں کھانے پر بلاتے رہتے۔ ایسے مواقع پر آپؐ ایسے لوگوں کو بھی تالیفِ قلب کی خاطر بلاتے جو مبتلائے نفاق تھے۔ اور اگر نہ بھی بلاتے تو بھی ان میں سے بعض بن بلائے مہمان بن کر خود ہی پہنچ جاتے۔ اول تو یہ لوگ وقت سے پہلے جا کر بیٹھ جاتے اور کھانے کے بعد بھی باتوں میں لگے بیٹھے رہتے۔ اس سے آپؐ کو تکلیف پہنچتی لیکن آپؐ مروت کے سبب سے نظر انداز فرماتے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس باب میں واضح ہدایات دیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس مرحلہ پر بھی منافقین کا پردہ نہیں اٹھانا چاہا اس لئے عام صیغے میں بات کی ہے۔ ہدایات یہ ہیں۔ (1) گھروں میں اجازت کے بغیر داخل مت ہو۔ (2) دعوت میں بن بلائے مت جاؤ۔ (3) وقت سے پہلے مت جاؤ۔ (4) جب کھا چکو تو وہاں سے منتشر ہو جاؤ۔ (تدبر قرآن سے ماخوذ)

یہ ہدایات اس عام حکم کی تمہید ہیں جو تقریباً ایک سال بعد سورہ نور کی آیت 27 تا 29 میں دیا گیا۔ قدیم زمانے میں اہل عرب بے تکلف ایک دوسرے کے گھروں میں چلے جاتے تھے۔ یہ جاہلانہ طریقہ بہت سی خرابیوں کا موجب تھا۔ اس لئے پہلے نبی ﷺ کے گھروں میں یہ قاعدہ مقرر کیا گیا کہ کوئی شخص آپ ﷺ کے گھروں میں اجازت کے بغیر داخل نہ ہو پھر سورہ نور میں اس قاعدے کو تمام مسلمانوں کے گھروں میں رائج کرنے کا حکم دے دیا گیا۔ (تفہیم القرآن)

آیت نمبر 55 تا 58

ترجمہ:

لَا جُنَاحَ	عَلَيۡهِنَّ	فِىۡۤ اٰبَآئِهِنَّ	وَلَاۤ اَبۡنَآئِهِنَّ	وَلَاۤ اِخۡوَانِهِنَّ
کوئی گناہ نہیں ہے	ان خواتین پر	اپنے باپوں (کے سامنے ہونے) میں	اور نہ اپنے بیٹوں میں	اور نہ اپنے بھائیوں میں

وَلَاۤ اَبۡنَآءِ اِخۡوَانِهِنَّ	وَلَاۤ اَبۡنَآءِ اَخَوٰتِهِنَّ	وَلَا نِسَآئِهِنَّ	وَلَا مَا مَلَكَتۡ اَيۡمَانُهُنَّ ۚ
اور نہ اپنے بھائیوں کے بیٹوں میں	اور نہ اپنی بہنوں کے بیٹوں میں	اور نہ اپنی خواتین میں	اور نہ ان میں جن کے مالک ہوئے ان کے داہنے ہاتھ

وَاتَّقِيۡنَ اللّٰهَ ؕ	اِنَّ اللّٰهَ كَانَ	عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ	شَهِيۡدًا ۝۵۵	اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوۡنَ
اور تم خواتین اللہ کا تقویٰ اختیار کرو	یقیناً اللہ ہے	ہر چیز پر	ہمیشہ موجود رہنے والا	بیشک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں

عَلَى النَّبِىِّ ؕ	يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا	صَلُّوۡا	عَلَيۡهِ	وَسَلِّمُوۡا	تَسۡلِيۡمًا ۝۵۶
ان نبی! پر	اے لوگو! جو ایمان لائے	تم لوگ درود بھیجو	اُن پر	اور سلامتی کی دعا کرو	جیسا سلامتی کی دعا کرنے کا حق ہے

اِنَّ الَّذِيۡنَ	يُؤۡذُوۡنَ	اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ	لَعَنَهُمُ اللّٰهُ	فِى الدُّنۡيَا وَالۡاٰخِرَةِ
بیشک جو لوگ	تکلیف دیتے ہیں	اللہ کو اور اس کے رسول کو	لعنت کی ان پر اللہ نے	دنیا اور آخرت میں

وَاَعَدَّ لَهُمْ	عَذَابًا مُّهِيْنًا ۝٥٧	وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ	الْمُؤْمِنِيْنَ 1543
اور اس نے تیار کیا ان کے لئے	ایک ذلیل کرنے والا عذاب	اور جو لوگ تکلیف دیتے ہیں	مومن مردوں کو

وَالْمُؤْمِنٰتِ	بِغَيْرِ مَا	اكْتَسَبُوْا	فَقَدِ احْتَمَلُوْا	بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ۝٥٨ ع
اور مومن عورتوں کو	اس کے بغیر جو	انہوں نے کمایا	تو انہوں نے بوجھ اٹھایا ہے	بہتان اور کھلے گناہ کا

نوٹ۔1 ازواج مطہرات کے گھروں میں دوسرے کے داخل ہونے پر جو پابندی عائد کی گئی ہے اس سے جو لوگ مستثنیٰ تھے۔ آیت۔55۔ میں ان کا ذکر ہے پھر سورہ نور کی آیت۔31۔ میں اسے مسلمانوں کے لئے عام کیا گیا۔

آیت۔56۔ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ جو لوگ نبی ﷺ پر درود وسلام بھیجتے ہیں وہ آپ ﷺ پر کوئی احسان نہیں کرتے بلکہ اللہ اور اس کے فرشتوں کی ہمنوائی کر کے وہ خود اپنے آپ کو سزاوار رحمت بناتے ہیں۔ جہاں تک نبی ﷺ کا تعلق ہے، جب آپ ﷺ کو اللہ کی رحمت اور فرشتوں کی دعائیں حاصل ہیں تو وہ دوسروں کی دعاؤں کے محتاج نہیں ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ نبی ﷺ پر درود وسلام بھیجنا مرضِ نفاق کا علاج ہے۔ یہاں جس محل میں درود وسلام کی ہدایت فرمائی گئی ہے وہ یہ ہے کہ منافقوں کی طرح نبی ﷺ کو ایذاء پہنچانے کے بجائے اہل ایمان کی نبی ﷺ پر درود وسلام بھیجنا چاہئے۔ اس سے یہ بات واضح طور پر نکلتی ہے کہ جو لوگ درود کا اہتمام رکھتے ہیں ان کے اندر نفاق راہ نہیں پا سکتا۔ (تدبر قرآن)

نوٹ۔2 آیت۔53 میں تھا کہ مومنوں کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ اللہ کے رسول ﷺ کو دکھ دیں۔ اب آیت۔57۔ میں بتایا کہ جو لوگ ایسا کرتے ہیں ان پر اللہ تعالیٰ لعنت کرتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کو دکھ دینے سے کیا مراد ہے؟ اس پر اگر سوچا جائے تو ہر سنت کی خلاف ورزی بھی ایذا رسول بنتی ہے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ کی فارسی میں سیرت پر ایک کتاب "مدارج النبوۃ" ہے۔ اس میں ایک باب میں انہوں نے حضور ﷺ کی محبت سے بحث کی ہے اور لکھا ہے کہ محبت ایک مخفی حقیقت ہے وہ دیکھی نہیں جا سکتی۔ البتہ اس کا اظہار اعمال سے ہوتا ہے۔ اگر یہ دیکھنا ہو کہ کس کے دل میں محبت رسول کتنی ہے تو اس کے اعمال دیکھو۔ پھر اس ضمن میں انہوں نے بیس نکات بیان کئے ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ جو کسی مسلمان کو دکھ دیتا ہے تو یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ اس کے دل میں رسول ﷺ کی کوئی محبت نہیں ہے۔ کیونکہ اس کے دل میں رسول ﷺ کا لحاظ ہوتا یا حیا ہوتی تو وہ امت کے کسی آدمی کو دکھ نہ دیتا۔ (حافظ احمد یار صاحب کے کیسٹ سے ماخوذ)

آیت نمبر (59 تا 62)

ترجمہ:

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ	لِّاَزْوَاجِكَ	وَبَنٰتِكَ	وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ	يُدْنِيْنَ
اے نبی! آپ کہہ دیجئے	اپنی بیویوں سے	اور اپنی بیٹیوں سے	اور مومنوں کی عورتوں سے	تو وہ قریب کرلیں گی

عَلَيْهِنَّ	مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ؕ	ذٰلِكَ	اَدْنٰٓى	اَنْ يُّعْرَفْنَ	فَلَا يُؤْذَيْنَ ؕ
اپنے اوپر	اپنی اُڑھنیوں میں سے	یہ	زیادہ بہتر ہے	کہ وہ پہچانی جائیں	نتیجۃً وہ ستائی نہ جائیں گی
وَكَانَ اللّٰهُ	غَفُوْرًا	رَّحِيْمًا ۝٥٩	لَئِنْ	لَّمْ يَنْتَهِ	الْمُنٰفِقُوْنَ
اور ہے اللہ	بے انتہا بخشنے والا	ہمیشہ رحم کرنے والا	بیشک اگر	باز نہ آئے	منافق لوگ

وَالَّذِيۡنَ فِىۡ قُلُوۡبِهِمۡ	مَّرَضٌ	وَّالۡمُرۡجِفُوۡنَ	فِى الۡمَدِيۡنَةِ	لَنُغۡرِيَنَّكَ
اور وہ لوگ جن کے دلوں میں	کوئی روگ ہے	اور افواہ پھیلانے والے	مدینہ میں	تو ہم لازماً حاوی کردیں گے آپؐ کو

بِهِمۡ	ثُمَّ لَا يُجَاوِرُوۡنَكَ	فِيۡهَاۤ	اِلَّا قَلِيۡلًا ۛۚ ۝٦٠	مَّلۡعُوۡنِيۡنَ ۛۚ
ان پر	پھر یہ لوگ پڑوسی نہیں رہیں گے آپؐ کے	اس (مدینہ) میں	مگر تھوڑا سا (عرصہ)	لعنت کئے ہوئے

اَيۡنَمَا	ثُقِفُوۡۤا	اُخِذُوۡا	وَقُتِّلُوۡا	تَقۡتِيۡلًا ۝٦١	سُنَّةَ اللّٰهِ
جہاں کہیں	پائے جائیں	تو پکڑے جائیں	اور قتل کئے جائیں	جیسا قتل کئے جانے کا حق ہے	(آپؐ پائیں گے) اللہ کی سنت

فِى الَّذِيۡنَ	خَلَوۡا	مِنۡ قَبۡلُ ۚ	وَلَنۡ تَجِدَ	لِسُنَّةِ اللّٰهِ	تَبۡدِيۡلًا ۝٦٢
ان لوگوں میں جو	گزرے	اس سے پہلے	اور آپؐ ہرگز نہیں پائیں گے	اللہ کی سنت میں	کوئی تبدیلی

نوٹ۔1

پردے کا حکم دینے کے ساتھ اس کی علت بھی بیان کر دی گئی ہے اَنۡ يُّعۡرَفۡنَ فَلَا يُؤۡذَيۡنَ اس ٹکڑے سے کسی کو یہ غلط فہمی نہ ہو کہ یہ ایک وقتی تدبیر تھی جو شریر لوگوں کی شرارت سے مسلمان خواتین کو محفوظ رکھنے کے لئے اختیار کی گئی تھی اور اب اس کی ضرورت باقی نہیں رہی۔ اول تو احکام جتنے بھی نازل ہوئے ہیں سب محرکات کے تحت ہی نازل ہوئے ہیں، لیکن اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ وہ محرکات نہ ہوں تو وہ احکام کالعدم ہو جائیں گے۔ (تدبر قرآن)

جو لوگ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ اب وہ حالات نہیں رہے، اُن کی بات اس حد تک تو درست ہے کہ حالات واقعی بہت زیادہ تبدیل ہو چکے ہیں، لیکن وہ لوگ اس سے جو تاثر دیتے ہیں کہ وہ حالات نہیں رہے تو وہ ''شرارت'' بھی نہیں رہی، یہ تاثر نہ صرف غلط ہے بلکہ درحقیقت فریب دہی کی ایک دانشورانہ کوشش ہے، کسی پر اگر دانشوری کا بھوت نہیں سوار ہے تو وہ تعصب کی عینک اتار کر دیکھ لے کہ جب دنیا کے مہذب ممالک میں پردے کا رواج تھا، اس وقت ان ممالک میں جنسی جرائم کا کیا ریکارڈ تھا اور اب جبکہ دنیا کے انتہائی مہذب ممالک نے پردے کا رواج ختم کر کے سر پر رومال لینے کو بھی غیر قانونی قرار دے دیا ہے تو ان ممالک میں جنسی جرائم کا کیا ریکارڈ ہے۔ اس طرح اس کی سمجھ میں آجائے گا کہ حالات کی تبدیلی نے کیا رخ اختیار کیا ہے اور وہ ''شرارت'' اب کتنی گھناؤنی ہو گئی ہے۔

آیت نمبر (63 تا 68)

ترجمہ:

يَسۡـَٔلُكَ	النَّاسُ	عَنِ السَّاعَةِ ؕ	قُلۡ	اِنَّمَا	عِلۡمُهَا
پوچھتے ہیں آپؐ سے	لوگ	اس گھڑی (قیامت) کے بارے میں	آپؐ کہئے	کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	اس کا علم

عِنۡدَ اللّٰهِ ؕ	وَمَا يُدۡرِيۡكَ	لَعَلَّ	السَّاعَةَ	تَكُوۡنُ	قَرِيۡبًا ۝٦٣	اِنَّ اللّٰهَ
اللہ کے پاس ہے	اور آپؐ کیا جانیں	شاید	وہ گھڑی	ہو	نزدیک	بیشک اللہ نے

لَعَنَ الۡكٰفِرِيۡنَ	وَاَعَدَّ لَهُمۡ	سَعِيۡرًا ۙ ۝٦٤	خٰلِدِيۡنَ	فِيۡهَاۤ	اَبَدًا ۚ
لعنت کی کافروں پر	اور اس نے تیار کی ان کے لئے	شعلوں والی آگ	ہمیشہ رہنے والے	اس میں	دائمی طور پر

لَا يَجِدُوۡنَ	وَلِيًّا	وَّلَا نَصِيۡرًا ۚ ۝٦٥	يَوۡمَ تُقَلَّبُ	وُجُوۡهُهُمۡ	فِى النَّارِ
وہ لوگ نہیں پائیں گے	کوئی کارساز	اور نہ کوئی مددگار	جس دن الٹے پلٹے جائیں گے	ان کے چہرے	آگ میں

يَقُوْلُوْنَ	يٰلَيْتَنَآ	اَطَعْنَا اللّٰهَ	وَ اَطَعْنَا الرَّسُوْلَا ﴿۶۶﴾	وَقَالُوْا	1543 رَبَّنَآ
(تب) وہ لوگ کہیں گے	اے کاش	ہم اطاعت کرتے اللہ کی	اور اطاعت کرتے ان رسول کی	اور کہیں گے	اے ہمارے رب

اِنَّآ اَطَعْنَا	سَادَتَنَا	وَ كُبَرَآءَنَا	فَاَضَلُّوْنَا	السَّبِيْلَا ﴿۶۷﴾
بیشک ہم نے اطاعت کی	اپنے سرداروں کی	اور اپنے بڑوں کی	تو ان لوگوں نے بکا دیا ہم کو	راستے سے

رَبَّنَآ	اٰتِهِمْ	ضِعْفَيْنِ	مِنَ الْعَذَابِ	وَالْعَنْهُمْ	لَعْنًا كَبِيْرًا ﴿۶۸﴾
اے ہمارے رب	تو دے ان کو	دوگنا	عذاب میں سے	اور تو لعنت بھیج ان پر	جیسے بڑی لعنت بھیجنے کا حق ہے

نوٹ۔1

حضرت ابن عباسؓ کا قول ہے کہ فعل اَدْرٰ۔ یُدْرِیْ سے جن چیزوں کے لئے فعل ماضی اَدْرٰ آیا ہے، رسول اللہ ﷺ ان چیزوں کے متعلق جانتے تھے۔ اور جن چیزوں کے لئے فعل مضارع یُدْرِیْ آیا ہے آپؐ ان کے متعلق نہیں جانتے تھے۔ حضرت ابن عباسؓ کے قول کی توجیہ یہ ہے کہ مَآ اَدْرٰكَ میں مَآ اَدْرٰكَ میں اَدْرٰ کو اگر فعل ماضی مانا جائے تو ترجمہ ہوگا آپؐ کیا جانیں یعنی آپؐ کو نہیں معلوم لیکن اس کو فعل تعجب مانا جائے تو ترجمہ ہوگا آپؐ کتنا جاننے والے ہیں، یعنی آپؐ خوب جانتے ہیں، لیکن فعل مضارع یُدْرِیْ کو فعل تعجب نہیں مانا جاسکتا۔ اس لئے اس کا ایک ہی ترجمہ ممکن ہے کہ آپؐ کیا جانیں یعنی آپؐ نہیں جانتے۔ (حافظ احمد یار صاحب مرحوم)

حافظ صاحب کا کیسٹ سن کر میں نے پھر معجم سے چیک کیا تو معلوم ہوا کہ مَآ اَدْرٰكَ قرآن مجید میں۔13۔ جگہ آیا ہے۔ اور جن چیزوں کے لئے آیا ہے وہ یہ ہیں۔ اَلْحَآقَّةُ (69۔3)۔ سَقَرُ (74۔27)۔ يَوْمُ الْفَصْلِ۔ (77۔14) يَوْمُ الدِّيْنِ (دو مرتبہ۔ 82۔17/18) سِجِّيْنٌ۔ (83۔8) عِلِّيُّوْنَ۔ (83۔19) اَلطَّارِقُ (86۔2)۔ اَلْعَقَبَةُ۔ (90۔12) لَيْلَةُ الْقَدْرِ (97۔2)۔ اَلْقَارِعَةُ (101۔3) هَاوِيَةٌ (101۔8) (101۔9/5) اَلْحُطَمَةُ۔ (104۔19)۔ ظاہر ہے کہ یہ وہ چیزیں ہیں جن کا نہ صرف رسول اللہ ﷺ کو علم دیا گیا بلکہ ان میں سے اکثر کا آپؐ کو شب معراج میں مشاہدہ بھی کرایا گیا۔ فعل مضارع یُدْرِیْ قرآن مجید میں تین جگہ آیا ہے۔ زیر مطالعہ آیت۔63۔ کے علاوہ 42/17۔ اور 80/3 میں۔

نوٹ۔2

آیت۔67 میں سَادَتَنَا اور كُبَرَآءَنَا کے دو لفظ آئے ہیں۔ سادۃ سے مراد تو ظاہر ہے کہ لیڈر اور سردار ہیں اور کُبَرَاء سے مراد ان کے خاندانی اور مذہبی پیشوا ہیں۔ ان میں سے کسی کی بھی آنکھ بند کر کے اطاعت کرنا جائز نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر آدمی کو حق و باطل میں امتیاز کے لئے عقل عطا فرمائی ہے۔ اس وجہ سے ہر شخص کا فرض ہے کہ وہ اس کسوٹی سے کام لے۔ جو اس سے کام لے گا، اگر وہ کہیں ٹھوکر بھی کھائے گا تو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو سہارا دے اور معاف فرمائے لیکن جو آنکھیں بند کر کے اپنی باگ دوسروں کے ہاتھ میں پکڑا دے گا اس کا حشر وہی ہوگا جو یہاں بیان ہوا ہے۔ (تدبر قرآن)

آیت نمبر 69 تا 73

ترجمہ:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	لَا تَكُوْنُوْا	كَالَّذِيْنَ	اٰذَوْا	مُوْسٰى	فَبَرَّاَهُ
اے لوگو! جو ایمان لائے	تم لوگ مت ہو جانا	انکی مانند جنہوں نے	ستایا	موسیٰ کو	تو بری قرار دیا ان کو

اللّٰهُ	مِمَّا	قَالُوْا	وَ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ	وَجِيْهًا ﴿۶۹﴾	يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
اللہ نے	اس سے جو	انہوں نے کہا	اور وہ تھے اللہ کے نزدیک	بلند رتبہ	اے لوگو! جو ایمان لائے

اتَّقُوا اللّٰهَ	وَقُوْلُوْا	قَوْلًا سَدِيْدًا ﴿٧٠﴾	يُّصْلِحْ	لَكُمْ	1543 اَعْمَالَكُمْ
تم لوگ تقویٰ اختیار کرو اللہ کا	اور کہو	ٹھیک بات	تو وہ اصلاح کرے گا	تمہارے لئے	تمہارے اعمال کی

وَيَغْفِرْ لَكُمْ	ذُنُوْبَكُمْ ؕ	وَمَنْ يُّطِعِ	اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ	فَقَدْ فَازَ
اور وہ بخش دے گا تمہارے لئے	تمہارے گناہوں کو	اور جو اطاعت کرتا ہے	اللہ کی اور اس کے رسول کی	تو وہ کامیاب ہو گیا ہے

فَوْزًا عَظِيْمًا ﴿٧١﴾	اِنَّا عَرَضْنَا	الْاَمَانَةَ	عَلَى السَّمٰوٰتِ	وَالْاَرْضِ	وَالْجِبَالِ
جیسے عظیم کامیابی کا حق ہے	بیشک ہم نے پیش کیا	اس امانت کو	آسمانوں پر	اور زمین پر	اور پہاڑوں پر

فَاَبَيْنَ	اَنْ يَّحْمِلْنَهَا	وَاَشْفَقْنَ	مِنْهَا	وَحَمَلَهَا	الْاِنْسَانُ ؕ
تو سب نے انکار کیا	کہ وہ اٹھائیں اس کو	اور وہ سب ڈر گئے	اس سے	اور اٹھایا اس کو	انسان نے

اِنَّهٗ كَانَ	ظَلُوْمًا	جَهُوْلًا ﴿٧٢﴾	لِّيُعَذِّبَ اللّٰهُ	الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ
بیشک وہ ہے	بہت ظلم کرنے والا	بڑا نادان	تاکہ عذاب دے اللہ	منافق مردوں اور منافق عورتوں کو

وَالْمُشْرِكِيْنَ وَالْمُشْرِكٰتِ	وَيَتُوْبَ اللّٰهُ عَلَى	الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ؕ	وَكَانَ اللّٰهُ	غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿٧٣﴾ ع
اور مشرک مردوں اور مشرک عورتوں کو	اور تاکہ توبہ قبول کرے اللہ	مومن مردوں اور مومن عورتوں کی	اور ہے اللہ	بے انتہا بخشنے والا رحم والا

نوٹ۔1

شاہ عبدالقادرؒ نے آیات۔70۔71۔ کا جو ترجمہ کیا ہے اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سیدھی بات کا عادی ہونے پر اصلاح اعمال کا جو وعدہ ہے وہ صرف دینی اعمال ہی نہیں ہیں بلکہ دنیا کے سب کام بھی اس میں داخل ہیں۔ جو شخص قولِ سدید کا عادی ہو جائے یعنی جھوٹ نہ بولے، سوچ سمجھ کر بات کرے، کسی کو فریب نہ دے، دل خراش بات نہ کرے، اس کے اعمالِ آخرت بھی درست ہو جائیں گے اور دنیا کے کام بھی بن جائیں گے۔ شاہ عبدالقادرؒ کا ترجمہ یہ ہے ’’کہو بات سیدھی کہ سنوار دے تم کو تمہارے کام۔‘‘

(منقول از معارف القرآن)

نوٹ۔2

آیت۔72۔ میں امانت سے مراد خلافت ہے جو قرآن مجید کی رو سے انسان کو زمین میں عطا کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اطاعت و معصیت کی جو آزادی بخشی ہے، اور اس آزادی کو استعمال کرنے کے لئے اسے اپنی بے شمار مخلوقات پر تصرف کے جو اختیارات عطا کئے ہیں، ان کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ انسان اپنے اختیاری اعمال کا ذمہ دار قرار پائے اور اپنے صحیح طرزِ عمل پر اجر کا اور غلط طرزِ عمل پر سزا کا مستحق بنے۔ قرآن مجید میں دوسرے مقامات پر اسے خلافت کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے اور یہاں اسی کے لئے امانت کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ یہ امانت کتنی اہم اور بارگراں ہے، اس کا تصور دلانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ آسمان اور زمین اپنی ساری عظمت کے باوجود اور پہاڑ اپنی زبردست جسامت کے باوجود اس کے اٹھانے کی ہمت نہ رکھتے تھے مگر انسان نے اپنی ذرا سی جان پر یہ بوجھ اٹھا لیا ہے۔ (تفہیم القرآن)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

1543

سورۃ سبا(34)

آیت نمبر(1 تا 5)

ترجمہ:

اَلۡحَمۡدُ	لِلّٰہِ الَّذِیۡ	لَہٗ	مَا فِی السَّمٰوٰتِ	وَمَا فِی الۡاَرۡضِ
تمام شکروسپاس	اس اللہ کے لئے ہے	جس کے لئے ہی ہے	وہ جو آسمانوں میں ہے	اور وہ جو زمین میں ہے

وَلَہُ الۡحَمۡدُ	فِی الۡاٰخِرَۃِ ؕ	وَہُوَ	الۡحَکِیۡمُ الۡخَبِیۡرُ ﴿۱﴾	یَعۡلَمُ	مَا یَلِجُ
اور اس کے لئے ہی تمام شکروسپاس ہے	آخرت میں (بھی)	اور وہ ہی	حکمت والا ہے باخبر ہے	وہ جانتا ہے	اس کو جو گھستا ہے

فِی الۡاَرۡضِ	وَمَا یَخۡرُجُ	مِنۡہَا	وَمَا یَنۡزِلُ	مِنَ السَّمَآءِ	وَمَا یَعۡرُجُ فِیۡہَا ؕ
زمین میں	اور اس کو جو نکلتا ہے	اس میں سے	اور اس کو جو اترتا ہے	آسمان سے	اور اس کو جو چڑھتا ہے اس میں

وَہُوَ الرَّحِیۡمُ	الۡغَفُوۡرُ ﴿۲﴾	وَقَالَ الَّذِیۡنَ	کَفَرُوۡا	لَا تَاۡتِیۡنَا	السَّاعَۃُ ؕ
اور وہ ہی رحم کرنے والا ہے	بے انتہا بخشنے والا ہے	اور کہا ان لوگوں نے جنہوں نے	انکار کیا	نہیں آئے گی ہمارے پاس	وہ گھڑی (قیامت)

قُلۡ بَلٰی	وَرَبِّیۡ	لَتَاۡتِیَنَّکُمۡ ۙ	عٰلِمِ الۡغَیۡبِ ۚ	لَا یَعۡزُبُ
آپؐ کہئے کیوں نہیں	میرے اس رب کی قسم	وہ لازماً آئے گی تم لوگوں کے پاس	جو عالم الغیب ہے	پوشیدہ نہیں ہوتی

عَنۡہُ	مِثۡقَالُ ذَرَّۃٍ	فِی السَّمٰوٰتِ	وَلَا فِی الۡاَرۡضِ	وَلَاۤ اَصۡغَرُ
اس سے	کسی ذرہ کے ہم وزن (چیز)	آسمانوں میں	اور نہ زمین میں	اور نہ چھوٹی (چیز)

مِنۡ ذٰلِکَ	وَلَاۤ اَکۡبَرُ	اِلَّا	فِیۡ کِتٰبٍ مُّبِیۡنٍ ﴿۳﴾ ۙ	لِّیَجۡزِیَ
اس سے	اور نہ بڑی	مگر (یہ کہ)	(وہ سب) ایک واضح کتاب میں ہیں	تاکہ وہ بدلہ دے

الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا	وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ؕ	اُولٰٓئِکَ	لَہُمۡ	مَّغۡفِرَۃٌ وَّرِزۡقٌ کَرِیۡمٌ ﴿۴﴾
ان لوگوں کو جو ایمان لائے	اور عمل کئے نیکیوں کے	یہ لوگ ہیں	جن کے لئے ہے	مغفرت اور باعزت روزی

وَالَّذِیۡنَ سَعَوۡ	فِیۡۤ اٰیٰتِنَا	مُعٰجِزِیۡنَ	اُولٰٓئِکَ
اور جن لوگوں نے بھاگ دوڑ کی	ہماری آیات (احکام) میں	(ان کو) عاجز کرنے والے ہوتے ہوئے	یہ لوگ ہیں

لَہُمۡ	عَذَابٌ مِّنۡ رِّجۡزٍ اَلِیۡمٌ ﴿۵﴾
جن کے لئے ہے	گندگی میں سے ایک دردناک عذاب

نوٹ۔1

آیت۔5۔ سے معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص کافر تو ہو مگر دین حق کے مقابلے میں عناد و مخالفت کی روش بھی اختیار نہ کرے، وہ عذاب سے تو نہ بچے گا مگر بدترین عذاب اس کے لئے نہیں ہے۔ (تفہیم القرآن)

آیت نمبر (6 تا 9)

م ز ق

(ن)۔ض	مَزْقًا	کسی چیز کو پھاڑ دینا۔
تفعیل	تَمْزِیْقًا	ریزہ ریزہ کر کے بکھیر دینا۔ پراگندہ کرنا۔ زیر مطالعہ آیت۔7۔
	مُمَزَّقٌ	اسم المفعول ہے۔ بکھیرا ہوا۔ زیر مطالعہ آیت۔7۔

ترکیب

(آیت۔6) یَرَی کا فاعل اَلَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ ہے جبکہ اَلَّذِیْٓ اُنْزِلَ اِلَیْکَ اس کا مفعول اول ہے اور ھُوَ الْحَقَّ اس کا مفعول ثانی ہے۔ اگر یہ خبر ہوتا تو اَلْحَقُّ آتا۔ اس کی نصب بتا رہی ہے کہ یہ یَرَی کا مفعول ہے۔ اس پر لام جنس ہے اور ھُوَ ضمیر فاصل ہے (آیت۔7) کُلَّ کی نصب کی وجہ سے کُلَّ مُمَزَّقٍ کو مُزِّقْتُمْ کا مفعول مطلق مانا جاسکتا ہے۔ ایسی صورت میں مُمَزَّقٍ مصدر ہوگا اور ترجمہ اس لحاظ سے ہوگا۔ قاعدہ یہ ہے کہ ابواب مزید فیہ کے اسم المفعول ظرف کے طور پر بھی آتے ہیں اور مصدر میمی کے طور پر بھی استعمال ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ کُلَّ کی نصب حال ہونے کی وجہ سے بھی مانی جاسکتی ہے۔ ایسی صورت میں مُمَزَّقٍ اسم المفعول ہی رہے گا اور ترجمہ اس لحاظ سے ہوگا۔ ہم دوسری صورت کو ترجیح دیں گے۔ (آیت۔8) اَفْتَرٰی میں ہمزہ استفہام کا ہے اور ہمزہ الوصل لکھنے میں بھی گر گیا ہے یعنی یہ دراصل آاِفْتَرٰی ہے۔

ترجمہ:

وَیَرَی	الَّذِیْنَ	اُوْتُوا	الْعِلْمَ	الَّذِیْٓ	اُنْزِلَ اِلَیْکَ	مِنْ رَّبِّکَ
اور دیکھتے ہیں	وہ لوگ جن کو	دیا گیا	علم	اس کو جو	اتارا گیا آپؐ کی طرف	آپؐ کے رب (کی طرف) سے

ھُوَ الْحَقَّ	وَیَھْدِیْٓ	اِلٰی صِرَاطِ الْعَزِیْزِ الْحَمِیْدِ ﴿۶﴾
(وہ پاتے ہیں اس کو ہی) کل حق	اور وہ رہنمائی کرتا ہے	حمد کئے ہوئے بالا دست کے راستے کی طرف

وَقَالَ الَّذِیْنَ	کَفَرُوْا	ھَلْ نَدُلُّکُمْ	عَلٰی رَجُلٍ	یُّنَبِّئُکُمْ
اور کہا ان لوگوں نے جنہوں نے	انکار کیا	کیا ہم رہنمائی کریں تم لوگوں کی	ایک ایسے شخص پر جو	خبر دیتا ہے تم لوگوں کو

اِذَا مُزِّقْتُمْ	کُلَّ مُمَزَّقٍ	اِنَّکُمْ	لَفِیْ خَلْقٍ جَدِیْدٍ ﴿۷﴾
(کہ) جب بکھیر دیئے جاؤ گے تم لوگ	بالکل ریزہ ریزہ کئے ہوئے	تو بیشک تم لوگ	ضرور ایک نئی مخلوق میں (زندہ) ہوگے

اَفْتَرٰی	عَلَی اللّٰہِ	کَذِبًا	اَمْ بِہٖ	جِنَّۃٌ	بَلِ الَّذِیْنَ	لَا یُؤْمِنُوْنَ
کیا اس نے گھڑا	اللہ پر	کوئی جھوٹ	یا اس کے ساتھ	کوئی جنون ہے	بلکہ وہ لوگ جو	ایمان نہیں لاتے

بِالْاٰخِرَۃِ	فِی الْعَذَابِ	وَالضَّلٰلِ الْبَعِیْدِ ﴿۸﴾	اَفَلَمْ یَرَوْا	اِلٰی مَا
آخرت پر	عذاب میں	اور دور والی گمراہی میں ہیں	تو کیا ان لوگوں نے غور نہیں کیا	اس کی طرف جو

بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ	وَمَا خَلْفَھُمْ	مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ	اِنْ نَّشَاْ
ان کے سامنے ہے	اور جو ان کے پیچھے ہے	آسمان اور زمین سے	اگر ہم چاہتے

نَخۡسِفۡ بِهِمُ	الۡاَرۡضَ	اَوۡ نُسۡقِطۡ عَلَيۡهِمۡ	كِسَفًا[1543]
تو ہم دھنسا دیتے ان کو	زمین میں	یا ہم گرادیتے ان پر	کوئی ٹکڑا
مِّنَ السَّمَآءِ ؕ	اِنَّ فِیۡ ذٰلِكَ	لَاٰيَةً	لِّكُلِّ عَبۡدٍ مُّنِيۡبٍ ۹ ع
آسمان سے	بیشک اس میں	یقیناً ایک نشانی ہے	ہر رجوع کرنے والے بندے کے لئے

نوٹ۔1

آیت۔6۔ میں اَلَّذِيۡنَ اُوۡتُوا الۡعِلۡمَ میں اہل کتاب بھی شامل ہیں جنہوں نے اپنے نبیوں اور صحیفوں کے علم کو محفوظ رکھا اور وہ اہل عرب بھی شامل ہیں جو بت پرستی عام ہوجانے کے باوجود اس سے کنارہ کش رہے اور دین ابراہیمی پر قائم رہے، جن کو حنفاءُ کہا جاتا تھا۔ (تدبر قرآن)

آیت نمبر (10 تا 14)

س ر د

(ن۔ض) سَرۡدًا : کسی سخت چیز کو سینا۔ چمڑا سینا۔ لوہے کی کڑیاں جوڑنا۔ زیر مطالعہ آیت۔11۔

ج ف ن

(ن) جَفۡنًا : بڑے بڑے پیالوں میں کھلانا۔

جَفۡنَةٌ : ج جِفَانٌ۔ بڑا پیالہ۔ لگن۔ طشت۔ (زیر مطالعہ آیت۔13)

ترکیب

(آیت۔10) اَلطَّيۡرَ اگر اَلطَّيۡرُ ہوتا تو اس کو يٰجِبَالُ پر عطف مانا جا سکتا تھا لیکن اس پر نصب ہونے کی وجہ سے اس سے پہلے کوئی فعل محذوف ماننا ہوگا جو کہ كَذٰلِكَ اَمَرۡنَا یا حَكَمۡنَا ہوسکتا ہے۔ اَلطَّيۡرَ پر لام جنس ہے اس لئے اس کا ترجمہ جمع میں ہوگا۔ اَلَنَّا دراصل اَلۡيَنۡنَا (مادہ ل ی ن۔ باب افعال) تھا۔ قاعدے کے مطابق یا گرگئی اور نُون کا ادغام ہوگیا تو اَلَنَّا استعمال ہوا۔ (آیت۔12) اَلرِّيۡحَ کی نصب بتا رہی ہے کہ اس سے پہلے فعل سَخَّرۡنَا محذوف ہے۔ (آیت۔13) مادہ ''ج و ب'' سے لفظ جَوَابٌ بنتا ہے جو اردو میں عام مستعمل ہے اور قرآن مجید میں بھی چار جگہ وَمَا كَانَ جَوَابَ قَوۡمِهٖ کے الفاظ کے ساتھ آیا ہے لیکن اس آیت میں كَالۡجَوَابِ وہ لفظ جَوَابٌ نہیں ہے بلکہ جَوَابٍ ہے۔ مادہ ''ج ب ی'' سے اسم الفاعل جَابِيَةٌ آتا ہے۔ اس کی جمع اصلاً تو جَوَابِیٌ ہے جو قاعدہ کے مطابق تبدیل ہوکر حالت رفع اور حالت جر دونوں میں جَوَابٍ آتی ہے۔ جَوَابٌ اور جَوَابٍ میں تمیز کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اسی آیت میں كَالۡجَوَابِ کو جَوَابٌ مان کر ترجمہ کریں تو معنی نہیں بنیں گے اور جَوَابٍ مان کر ترجمہ کریں تو مفہوم واضح ہوجائے گا۔ یہ بھی نوٹ کرلیں کہ جَوَابٍ قرآن مجید میں صرف ایک مرتبہ اسی آیت میں آیا ہے۔

ترجمہ:

وَلَقَدۡ اٰتَيۡنَا	دَاوٗدَ	مِنَّا	فَضۡلًا ؕ	يٰجِبَالُ	اَوِّبِىۡ
اور بیشک ہم دے چکے	داؤدؑ کو	اپنے پاس سے	ایک فضیلت	اے پہاڑو	ہمنوائی کرو

مَعَهٗ	وَالطَّيۡرَ ۚ	وَاَلَنَّا	لَهُ	الۡحَدِيۡدَ ۙ ۱۰	اَنِ اعۡمَلۡ
انؑ کے ساتھ	اور (ہم نے یہی حکم دیا) پرندوں کو	اور ہم نے نرم کیا	انؑ کے لئے	لوہے کو	کہ آپؑ عمل کریں (یعنی بنائیں)

سٰبِغٰتٍ	وَّقَدِّرْ	فِي السَّرْدِ	وَاعْمَلُوْا	صَالِحًا ؕ	اِنِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ
زرہیں	آپؑ اندازے مقرر کریں	کڑیاں بنانے میں	اور تم سب عمل کرو	نیک	بیشک میں اس کو جو تم لوگ کرتے ہو

بَصِيْرٌ ⑪	وَلِسُلَيْمٰنَ	الرِّيْحَ	غُدُوُّهَا	شَهْرٌ	وَّرَوَاحُهَا
دیکھنے والا ہوں	اور (ہم نے مسخر کیا) سلیمانؑ کے لئے	ہوا کو	اس کا صبح کو چلنا	ایک مہینہ تھا	اور اس کا شام کو واپس ہونا

شَهْرٌ ۚ	وَاَسَلْنَا	لَهٗ	عَيْنَ الْقِطْرِ ؕ	وَمِنَ الْجِنِّ مَنْ	يَّعْمَلُ	بَيْنَ يَدَيْهِ
ایک مہینہ تھا	اور ہم نے پگھلایا	انؑ کے لئے	تانبے کے چشمے کو	اور جنوں میں سے وہ بھی تھے جو	عمل کرتے تھے	ان کے سامنے

بِاِذْنِ رَبِّهٖ ؕ	وَمَنْ يَّزِغْ مِنْهُمْ	عَنْ اَمْرِنَا	نُذِقْهُ	مِنْ عَذَابِ السَّعِيْرِ ⑫
ان کے رب کی اجازت سے	اور جو پھرتا ان میں سے	ہمارے حکم سے	تو ہم چکھا دیتے اس کو	بھڑکتی آگ کے عذاب میں سے

يَعْمَلُوْنَ	لَهٗ	مَا يَشَآءُ	مِنْ مَّحَارِيْبَ	وَتَمَاثِيْلَ	وَجِفَانٍ
وہ سب عمل کرتے تھے	انؑ کے لئے	جو وہ چاہتے	جیسے محرابیں	اور مجسمے	اور طشت

كَالْجَوَابِ	وَقُدُوْرٍ	رّٰسِيٰتٍ ؕ	اِعْمَلُوْٓا	اٰلَ دَاوٗدَ	شُكْرًا ؕ
تالاب کی مانند	اور دیگیں	جمی ہوئی (اپنی جگہ پر)	عمل کرو	اے داوٗدؑ کے پیروکارو	شکر گزاری کا

وَقَلِيْلٌ	مِّنْ عِبَادِيَ	الشَّكُوْرُ ⑬	فَلَمَّا	قَضَيْنَا	عَلَيْهِ الْمَوْتَ	مَا دَلَّهُمْ
اور تھوڑے ہیں	میرے بندوں میں سے	شکر کرنے والے	پھر جب	ہم نے فیصلہ کیا	ان پر موت کا	تو رہنمائی نہیں کی ان کی

عَلٰى مَوْتِهٖٓ	اِلَّا دَآبَّةُ الْاَرْضِ	تَاْكُلُ	مِنْسَاَتَهٗ ۚ	فَلَمَّا خَرَّ	تَبَيَّنَتِ	الْجِنُّ
ان کی موت پر	مگر زمین کے کیڑے نے	وہ کھاتا تھا	انؑ کی لاٹھی کو	پھر جب وہ گر پڑے	تو معلوم کیا	جنوں نے

اَنْ لَّوْ	كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ	الْغَيْبَ	مَا لَبِثُوْا	فِي الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ ⑭
کہ اگر	وہ جانتے ہوتے	غیب کو	تو وہ نہ ٹھہرتے	ذلیل کرنے والے اس عذاب میں

نوٹ۔1 حضرت داوٗدؑ کو اللہ تعالیٰ نے جس طرح لوہے کے استعمال کا فن تعلیم فرمایا جس سے انہوں نے اپنی بری قوت میں اضافہ کیا۔ اسی طرح حضرت سلیمانؑ کو ہوا کے کنٹرول کرنے کا فن عطا فرمایا جس سے انہوں نے اپنے بحری بیڑے کو اس قدر ترقی دی کہ ان کے بحری جہاز مہینوں کا سفر بے روک ٹوک جاری رکھتے۔ (تدبر قرآن) بائبل اور جدید تاریخی تحقیقات سے اس پر جو روشنی پڑتی ہے وہ یہ ہے کہ حضرت سلیمانؑ نے اپنے دورِ حکومت میں بڑے پیمانے پر بحری تجارت کا سلسلہ شروع کیا تھا۔ ایک طرف عصیون جابر سے ان کے تجارتی جہاز بحرِ احمر میں یمن اور دوسرے ممالک کی طرف جاتے تھے اور دوسری طرف بحرِ روم کی بندگاہوں سے ان کا بیڑہ (جسے بائبل میں ترسیسی بیڑہ کہا گیا ہے) مغربی ممالک کی طرف جایا کرتا تھا۔ (تفہیم القرآن، ج3، ص176)

نوٹ۔2 آیت۔13۔ میں لفظ تماثیل استعمال ہوا ہے جو تمثال کی جمع ہے۔ تمثال عربی میں ہر اس چیز کو کہتے ہیں جو کسی قدرتی شئے

کے مشابہ بنائی جائے قطع نظر اس سے کہ وہ کوئی انسان یا حیوان، کوئی درخت ہو یا پھول یا دریا یا کوئی دوسری بے جان چیز۔ اس لئے قرآن مجید کے اس بیان سے یہ لازم نہیں آتا کہ حضرت سلیمانؑ کے لئے جو تماثیل بنائی جاتی تھیں وہ ضرور انسانوں اور حیوانوں کی تصاویر یا ان کے مجسمے ہی ہوں، ہوسکتا ہے کہ وہ پھول پتیاں، قدرتی مناظر اور مختلف قسم کے نقش و نگار ہوں جن سے حضرت سلیمانؑ نے اپنی عمارتوں کو آراستہ کرایا ہو، بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ حضرت سلیمانؑ نے انبیاء اور ملائکہ کی تصویریں بنوائی تھیں۔ یہ باتیں ان مفسرین نے بنی اسرائیل کی روایت سے اخذ کیں اور پھر ان کی توجیہ یہ کی کہ پچھلی شریعتوں میں اس قسم کی تصویریں بنانا ممنوع نہ تھا۔ حالانکہ حضرت سلیمانؑ جس شریعت موسوی کے پیرو تھے اس میں بھی انسانی اور حیوانی تصاویر اور مجسمے اسی طرح حرام تھے جس طرح شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حرام ہیں۔ دراصل بنی اسرائیل کے ایک گروہ کو حضرت سلیمانؑ سے جو عداوت تھی اس کی بنا پر انہوں نے انؑ پر شرک، بت پرستی، جادوگری اور دیگر الزامات لگائے۔ اس لئے ان کی روایات پر اعتماد کر کے ایک جلیل القدر پیغمبر کے بارے میں کوئی ایسی بات قبول نہیں کی جاسکتی جو خدا کی بھیجی ہوئی شریعت کے خلاف پڑتی ہو۔ (تفہیم القرآن)

آیت نمبر (15 تا 21)

ع ر م

(س۔ک)

عَرَامَۃً — شوخ ہونا۔ شدید ہونا

عَرِمٌ — صفت ہے۔ شوخ۔ شدید۔ زیر مطالعہ آیت۔ 16۔

خ م ط

(س)

خَمْطًا — کسی چیز کی بو یعنی مہک میں تغیر آجانا۔

خَمْطٌ — کھٹی یا کڑوی چیز۔ زیر مطالعہ آیت۔ 16۔

ء ث ل

(ک)

اَثَالَۃً — زمین میں یا شرافت میں جڑ پکڑنا

اَثْلٌ — ایک خاردار درخت جس کا پھل کھانے کے قابل نہیں ہوتا، اسے بکریاں کھاتی ہیں۔ اردو میں اسے جھاؤ کا درخت کہتے ہیں۔ زیر مطالعہ آیت۔ 16۔

س د ر

(ن۔ض)

سَدْرًا — بالوں کو لٹکانا

سِدْرٌ — بیری کا درخت۔ زیر مطالعہ آیت۔ 16۔

اَلسِّدْرَۃُ — بیری کا مخصوص درخت۔ عرش الٰہی کے داہنی جانب بیری کا درخت جو ملائکہ کی پہنچ کی آخری حد ہے۔ ﴿اِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشٰى ۝١٦﴾ (53/النجم:16) "جو چھایا بیری کے درخت پر وہ جو چھایا۔"

ترجمہ:

لَقَدْ كَانَ	لِسَبَاٍ	فِيْ مَسْكَنِهِمْ	اٰيَةٌ	جَنَّتٰنِ
بیشک ہوچکی	(قوم) سبا کے لئے	ان کے رہنے کی جگہ (یعنی بستی) میں	ایک نشانی	دو باغات تھے

عَنْ يَّمِيْنٍ وَّشِمَالٍ ؕ	كُلُوْا	مِنْ رِّزْقِ رَبِّكُمْ	وَاشْكُرُوْا لَهٗ ؕ	1543 بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ
داہنے اور بائیں سے	تم لوگ کھاؤ	اپنے رب کے رزق میں سے	اور شکر کرو اس کا	(تمہارا شہر) ایک پاکیزہ شہر ہے
وَّرَبٌّ غَفُوْرٌ ﴿۱۵﴾	فَاَعْرَضُوْا	فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ	سَيْلَ الْعَرِمِ	وَبَدَّلْنٰهُمْ
اور (تمہارا رب) بے انتہا بخشنے والا رب ہے	پھر ان لوگوں نے اعراض کیا	تو ہم نے بھیجا ان پر	شدت کا سیلاب	ہم نے بدلے میں دیا ان کو
بِجَنَّتَيْهِمْ	جَنَّتَيْنِ	ذَوَاتَيْ اُكُلٍ خَمْطٍ	وَّاَثْلٍ	وَّشَيْءٍ مِّنْ سِدْرٍ قَلِيْلٍ ﴿۱۶﴾
ان کے دو باغات کے بدلے	دو ایسے باغات جو	کڑوے پھل والے تھے	اور جھاؤ کے درخت والے	اور تھوڑی سی چیز والے بیری میں سے
ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ	بِمَا كَفَرُوْا ؕ	وَهَلْ نُجٰزِيْٓ	اِلَّا الْكَفُوْرَ ﴿۱۷﴾	وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ
یہ ہم نے بدلہ دیا ان کو	اس کے سبب سے جو انہوں نے ناشکری کی	اور ہم سزا نہیں دیتے	مگر بہت ہی ناشکرے کو	اور ہم نے بنائیں ان کے درمیان
وَبَيْنَ الْقُرَى الَّتِيْ	بٰرَكْنَا فِيْهَا	قُرًى ظَاهِرَةً	وَّقَدَّرْنَا فِيْهَا	السَّيْرَ ؕ
اور ان بستیوں کے درمیان	ہم نے برکت دی جن میں	کچھ نظر آنے والی بستیاں	اور ہم نے مقرر کیں ان میں (منزلیں)	سفر کرنے کے لئے
سِيْرُوْا فِيْهَا	لَيَالِيَ	وَاَيَّامًا	اٰمِنِيْنَ ﴿۱۸﴾	فَقَالُوْا رَبَّنَا
تم لوگ سفر کرو ان میں	راتوں کے وقت	اور دنوں کے وقت	امن میں ہونے والے ہوتے ہوئے	پھر ان لوگوں نے کہا اے ہمارے رب
بٰعِدْ	بَيْنَ اَسْفَارِنَا	وَظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ	فَجَعَلْنٰهُمْ	اَحَادِيْثَ
تو دور کردے (فاصلے)	ہمارے سفروں کے درمیان	اور انہوں نے ظلم کیا اپنی جانوں پر	ہم نے بنادیا ان کو	افسانے
وَمَزَّقْنٰهُمْ	كُلَّ مُمَزَّقٍ ؕ	اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ	لَاٰيٰتٍ	لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ﴿۱۹﴾
اور ہم نے بکھیر دیا ان کو	بالکل ریزہ ریزہ کئے ہوئے	بیشک اس میں	یقیناً نشانیاں ہیں	ہر ثابت قدم رہنے والے شکر کرنے والے کے لئے

وَلَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهِمْ	اِبْلِيْسُ	ظَنَّهٗ	فَاتَّبَعُوْهُ	اِلَّا فَرِيْقًا	مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۲۰﴾
اور بیشک سچ کر دکھایا ان پر	ابلیس نے	اپنے گمان کو	تو انہوں نے پیروی کی اس کی	سوائے ایک ایسے فریق کے جو	ایمان لانے والوں سے تھا
وَمَا كَانَ لَهٗ	عَلَيْهِمْ	مِّنْ سُلْطٰنٍ	اِلَّا لِنَعْلَمَ	مَنْ	يُّؤْمِنُ
اور نہیں تھا اس کے لئے	ان پر	کوئی بھی اختیار	سوائے اس کے کہ ہم جان لیں	اس کو جو	ایمان لاتا ہے

بِالْاٰخِرَةِ	مِمَّنْ هُوَ	مِنْهَا	فِيْ شَكٍّ ؕ	وَرَبُّكَ	عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ	حَفِيْظٌ ع ﴿۲۱﴾
آخرت پر	ان میں سے جو کہ وہی	اس (آخرت) سے	شک میں ہے	اور آپ کا رب	ہر چیز پر	نگران ہے

نوٹ۔1

برکت والی بستیوں سے مراد شام اور فلسطین کا علاقہ ہے جن کے ساتھ اہل سبا کے تجارتی تعلقات تھے۔ نمایاں بستیوں سے مراد وہ بستیاں ہیں جو تجارتی شاہراہ پر آباد تھیں اور وہ ان کے لئے منزلوں کا کام دیتی تھیں۔ یہاں یہ حقیقت ملحوظ رہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام آسائشوں کے اہتمام کو اپنی طرف منسوب کیا ہے۔ یہ اس حقیقت کا بیان ہے کہ اس دنیا میں انسان کو جو کچھ بھی حاصل ہوتا ہے وہ اللہ کے فضل ہی سے ملتا ہے۔ لیکن انسان اپنی ناشکری کے باعث اسے اپنی سعی اور تدبیر کا کرشمہ سمجھنے لگتا ہے۔ اس زمانے کی عام گمراہی کا اصل سبب بھی یہی ہے اور سائنس کی ایجادات نے اس میں اضافہ کردیا ہے۔ (تدبر قرآن)

نوٹ۔2

اللہ تعالیٰ کی طرف سے جب زوال نعمت کا دور شروع ہوا تو سبا کے مختلف قبیلے وطن چھوڑ کر عرب کے مختلف علاقوں میں چلے گئے۔ غسانیوں نے اردن اور شام کارخ کیا۔ اوس اور خزرج یثرب (مدینہ) میں جا بسے۔ اسی طرح باقی قبائل بھی عرب کے مختلف علاقوں میں نکل گئے۔ حتیٰ کہ سبا نام کی کوئی قوم ہی دنیا میں باقی نہ رہی۔ صرف اس کا ذکر افسانوں میں رہ گیا۔ (تفہیم القرآن)

نوٹ۔3

آیت۔20۔ میں اشارہ ابلیس کے اس گمان کی طرف ہے جس کا اظہار اس نے حضرت آدمؑ کو سجدہ کرنے سے انکار کے وقت کیا تھا۔ اس وقت اس نے یہ کہا تھا کہ میں اولادِ آدم پر اس طرح گھیرے ڈالوں گا کہ ان کی اکثریت تیری جگہ میری پیروی کرے گی اور تو ان میں سے اکثر کو اپنا شکر گزار نہیں پائے گا۔ (الاعراف، ۔17) یہاں اس کا حوالہ دینے سے مقصود اس کے انجام کی طرف اشارہ کرنا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ نے ابلیس کو جواب دیا تھا کہ جو تیری پیروی کریں گے میں ان سب کو جہنم میں بھر دونگا۔ آگے آیت۔۲۱۔ میں بتا دیا کہ شیطان کو لوگوں پر یہ اختیار نہیں ہے کہ وہ جس کو چاہے گمراہ کر دے۔ اس کو صرف اس بات کی مہلت ملی ہے کہ وہ لوگوں کو بدی کے راستہ کی دعوت دے سکتا ہے اور یہ مہلت اس کو اس لئے دی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کا امتحان کرنا چاہتا ہے کہ کون آخرت پر ایسا مضبوط ایمان رکھتا ہے کہ شیطان کے بہکائے میں نہیں آتا اور کون شک میں مبتلا ہو کر اس کے بہکاوے میں آ جاتا ہے۔ (تدبر قرآن)

آیت نمبر (22 تا 30)

ترجمہ:

قُلِ	ادْعُوا	الَّذِيْنَ	زَعَمْتُمْ	مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۚ	لَا يَمْلِكُوْنَ
آپؐ کہئے	تم لوگ پکارو	ان لوگوں کو جن پر	تم لوگوں نے زعم کیا	اللہ کے علاوہ	وہ لوگ مالک نہیں ہیں

مِثْقَالَ ذَرَّةٍ	فِي السَّمٰوٰتِ	وَلَا فِي الْاَرْضِ	وَمَا لَهُمْ	فِيْهِمَا
کسی ذرہ کے ہم وزن (چیز) کے	آسمانوں میں	اور نہ ہی زمین میں	اور نہیں ہے ان لوگوں کے لئے	ان دونوں (جگہوں) میں

مِنْ شِرْكٍ	وَّمَا لَهٗ	مِنْهُمْ	مِّنْ ظَهِيْرٍ ﴿٢٢﴾
کوئی بھی شراکت	اور نہیں ہے اس (اللہ تعالیٰ) کے لئے	ان لوگوں میں سے	کوئی بھی مدد کرنے (ہاتھ بٹانے) والا
وَلَا تَنْفَعُ	الشَّفَاعَةُ	عِنْدَهٗٓ	اِلَّا لِمَنْ
اور نفع نہیں دیتی	شفاعت	اس کے پاس	سوائے اس کے لئے
اَذِنَ	لَهٗ ۭ	حَتّٰٓى اِذَا	فُزِّعَ
اس نے اجازت دی	جس کے لئے	یہاں تک کہ جب	دہشت دور کر دی جائے گی

عَنْ قُلُوْبِهِمْ	قَالُوْا	مَاذَا ۙ قَالَ	رَبُّكُمْ ۭ	قَالُوا	الْحَقَّ ۚ
ان کے دلوں سے	تو کہیں گے	کیا کہا	تمہارے رب نے	وہ لوگ کہیں گے	(اس نے کہا) حق ہی
وَهُوَ الْعَلِيُّ	الْكَبِيْرُ ﴿٢٣﴾	قُلْ	مَنْ يَّرْزُقُكُمْ	مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ	قُلِ
اور وہ ہی بلند ہے	بڑا ہی	آپؐ کہئے	کون رزق دیتا ہے تم لوگوں کو	آسمانوں اور زمین سے	آپؐ کہہ دیجئے

1543 اَوْ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۲۴﴾	لَعَلٰى هُدًى	اَوْ اِيَّاكُمْ	وَاِنَّآ	اللّٰهُ
یا کسی کھلی گمراہی میں ہیں	ضرور ہدایت پر ہیں	یا تم لوگ	اور بیشک ہم لوگ	(وہ) اللہ ہی ہے

عَمَّا	وَلَا نُسْئَلُ	اَجْرَمْنَا	عَمَّآ	لَا تُسْئَلُوْنَ	قُلْ
اس کے بارے میں جو	اور ہم سے نہیں پوچھا جائے گا	ہم نے جرم کیا	اس کے بارے میں جو	تم لوگوں سے نہیں پوچھا جائے گا	آپؐ کہیئے

ثُمَّ يَفْتَحُ	رَبُّنَا	بَيْنَنَا	يَجْمَعُ	قُلْ	تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۵﴾
پھر وہ فیصلہ کرے گا	ہمارا رب	ہمارے مابین (سب کو)	جمع کرے گا	آپؐ کہیئے	تم لوگ کرتے ہو

قُلْ	الْعَلِيْمُ ﴿۲۶﴾	وَهُوَ الْفَتَّاحُ	بِالْحَقِّ ط	بَيْنَنَا
آپؐ کہیئے	سب کچھ جاننے والا ہے	اور وہی سارے فیصلے کرنے والا	حق کے ساتھ	ہمارے درمیان

شُرَكَآءَ	بِهٖ	اَلْحَقْتُمْ	الَّذِيْنَ	اَرُوْنِيَ
بطور شریک کے	اس کے ساتھ	تم لوگوں نے جوڑ دیا	وہ لوگ جن کو	تم لوگ دکھاؤ مجھے

اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ	وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ	الْحَكِيْمُ ﴿۲۷﴾	الْعَزِيْزُ	بَلْ هُوَ اللّٰهُ	كَلَّا ط
مگر سارے کے سارے لوگوں کے لئے	اور ہم نے نہیں بھیجا آپؐ کو	حکمت والا ہے	بالادست ہے	بلکہ وہ ہی اللہ ہے	ہرگز نہیں

لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۸﴾	وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ	بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا
جانتی نہیں	اور لیکن لوگوں کی اکثریت	خوشخبری دینے والا اور خبردار کرنے والا ہوتے ہوئے

لَّكُمْ	قُلْ	صٰدِقِيْنَ ﴿۲۹﴾	اِنْ كُنْتُمْ	هٰذَا الْوَعْدُ	مَتٰى	وَيَقُوْلُوْنَ
تم لوگوں کے لئے	آپؐ کہیئے	سچ کہنے والے	اگر تم لوگ ہو	وہ وعدہ	کب ہے	اور وہ لوگ کہتے ہیں

وَّلَا تَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿۳۰﴾ ع	سَاعَةً	عَنْهُ	لَا تَسْتَاْخِرُوْنَ	مِّيْعَادُ يَوْمٍ
اور نہ آگے ہو گے	ایک گھڑی (لمحہ بھر) بھی	جس سے	تم لوگ پیچھے نہیں رہو گے	ایک ایسے دن کا وعدہ ہے

نوٹ۔1

آیت۔23۔ میں حکم ربانی کے نزول کے وقت جو فرشتوں کا مدہوش ہو جانا پھر آپس میں ایک دوسرے سے پوچھ گچھ کرنے کا ذکر ہے، اس کا بیان بخاری میں حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت سے اس طرح آیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ آسمان سے کوئی حکم نافذ فرماتے ہیں تو فرشتے خشوع وخضوع سے اپنے پر مارنے لگتے ہیں (اور مدہوش جیسے ہو جاتے ہیں) جب ان کے دلوں سے ہیبت و جلال کا اثر دور ہو جاتا ہے تو کہتے ہیں تمہارے رب نے کیا فرمایا۔ دوسرے کہتے ہیں فلاں حکم حق ارشاد فرمایا ہے۔

(معارف القرآن)

نوٹ۔2

زیر مطالعہ آیت۔28۔ سے واضح ہو جاتا ہے کہ نبی ﷺ صرف اپنے ملک یا اپنے زمانے کے لئے نہیں بلکہ قیامت تک پوری نوع بشر کے لئے مبعوث فرمائے گئے ہیں۔ یہی بات قرآن مجید میں متعدد مقامات پر بیان کی گئی ہے۔ مثلاً الانعام۔197۔ الاعراف۔158۔ الانبیاء 107۔ الفرقان۔1۔ وغیرہ یہی مضمون نبی ﷺ نے خود بھی بہت سی احادیث میں مختلف طریقوں سے بیان فرمایا ہے۔ مثلاً ارشاد ہے کہ میں کالے اور گورے سب کی طرف بھیجا گیا ہوں۔ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ میں عمومیت کے ساتھ تمام انسانوں کی طرف بھیجا گیا ہوں حالانکہ مجھ سے پہلے جو بھی نبی گزرا ہے وہ اپنی قوم کی طرف بھیجا جاتا تھا۔

(تفہیم القرآن)

آیت نمبر 31 تا 33

ترجمہ:

وَقَالَ الَّذِيْنَ	كَفَرُوْا	لَنْ نُّؤْمِنَ	بِهٰذَا الْقُرْاٰنِ
اور کہا ان لوگوں نے جنہوں نے	انکار کیا	ہم ہرگز ایمان نہیں لائیں گے	اس قرآن پر

وَلَا بِالَّذِيْ	بَيْنَ يَدَيْهِ ۭ	وَلَوْ تَرٰٓى	اِذِ الظّٰلِمُوْنَ	مَوْقُوْفُوْنَ
اور نہ اس پر جو	اس کے آگے (پہلے) ہے	اور اگر آپ دیکھتے	جب یہ ظلم کرنے والے	ٹھہرائے ہوئے ہوں گے

عِنْدَ رَبِّهِمْ ښ	يَرْجِعُ	بَعْضُهُمْ	اِلٰى بَعْضِ	الْقَوْلَ ۚ	يَقُوْلُ الَّذِيْنَ
اپنے رب کے پاس	لوٹائیں گے	ان کے کوئی	کسی کی طرف	بات کو	کہیں گے وہ لوگ جن کو

اسْتُضْعِفُوْا	لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا	لَوْلَآ اَنْتُمْ	لَكُنَّا مُؤْمِنِيْنَ ۝۳۱
کمزور سمجھا گیا	ان سے جو بڑے بنے	اگر نہ ہوتے تم لوگ	تو ہم ضرور ہوتے ایمان لانے والے

قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا	لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْٓا	اَنَحْنُ صَدَدْنٰكُمْ	عَنِ الْهُدٰى
کہیں گے وہ جو بڑے بنے	ان سے جن کو کمزور سمجھا گیا	کیا ہم نے روکا تھا تم کو	ہدایت سے

بَعْدَ اِذْ جَاۗءَكُمْ	بَلْ كُنْتُمْ	مُّجْرِمِيْنَ ۝۳۲	وَقَالَ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا
اس کے بعد کہ جب وہ پہنچی تمہارے پاس	بلکہ تم لوگ تھے	جرم کرنے والے	اور کہیں گے وہ جن کو کمزور سمجھا گیا

لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا	بَلْ	مَكْرُ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ	اِذْ تَاْمُرُوْنَنَآ
ان سے جو بڑے بنے	(نہیں) بلکہ	دن اور رات کی (تمہاری) چالبازی	جب تم لوگ حکم دیتے تھے ہم کو

اَنْ نَّكْفُرَ بِاللّٰهِ	وَنَجْعَلَ لَهٗٓ	اَنْدَادًا ۭ	وَاَسَرُّوا	النَّدَامَةَ
کہ ہم انکار کریں اللہ (کے حکم) کا	اور ہم بنائیں اس کے	کچھ ہم پلہ	اور وہ چھپائیں گے	ندامت کو

لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ ۭ	وَجَعَلْنَا	الْاَغْلٰلَ	فِيْٓ اَعْنَاقِ الَّذِيْنَ	كَفَرُوْا ۭ
جب وہ دیکھیں گے عذاب کو	اور ہم بنائیں (ڈالیں) گے	کچھ طوق	ان کی گردنوں میں جنہوں نے	کفر کیا

هَلْ يُجْزَوْنَ	اِلَّا مَا	كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝۳۳
ان کو کیا بدلہ دیا جائے گا	سوائے اس کے جو	وہ لوگ عمل کرتے تھے

نوٹ۔1

آیت۔23۔ میں اَسَرُّوا النَّدَامَةَ آیا ہے۔اس سے مقصود یہ ظاہر کرنا ہے کہ سوال و جواب کے بعد جب وہ دیکھیں گے کہ سامنے عذاب کھڑا ہے تو سخت پشیمان ہوں گے۔اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کا یہ عذر نہیں سنا جائے گا کہ وہ اپنے لیڈروں کی سازشوں کے سبب سے ہدایت کی پیروی سے محروم رہے، بلکہ ان کو عذاب سے دوچار ہونا پڑے گا۔اس وقت ان کے سامنے یہ

بات کھل کر آجائے گی کہ انہوں نے اپنے ضمیر کے خلاف اپنے لیڈروں کی پیروی کی۔ جو آدمی اپنے ضمیر کے خلاف کسی باطل کی پیروی کرتا ہے، جب اس کا نتیجہ سامنے آتا ہے تو اس کو صرف نتیجہ کی تلخی ہی سے سابقہ نہیں پڑتا بلکہ اپنے ضمیر کی لعنت سے بھی اسے دوچار ہونا پڑتا ہے اور اس کی مصیبت دوچند ہوجاتی ہے۔ (تدبر قرآن)

آیت نمبر (34 تا 39)

ترجمہ:

وَمَآ اَرْسَلْنَا	فِيْ قَرْيَةٍ	مِّنْ نَّذِيْرٍ	اِلَّا قَالَ
اور ہم نے نہیں بھیجا	کسی بستی میں	کوئی بھی خبردار کرنے والا	سوائے اس کے کہ کہا

مُتْرَفُوْهَآ ۙ	اِنَّا بِمَآ	اُرْسِلْتُمْ	بِهٖ	كٰفِرُوْنَ ۝ 34	وَقَالُوْا
اس کے خوشحال لوگوں نے	بیشک ہم اس سے	تم بھیجے گئے	جس کے ساتھ	انکار کرنے والے ہیں	اور انہوں نے کہا

نَحْنُ اَكْثَرُ	اَمْوَالًا وَّاَوْلَادًا ۙ	وَّمَا نَحْنُ	بِمُعَذَّبِيْنَ ۝ 35	قُلْ	اِنَّ رَبِّيْ
ہم زیادہ ہیں	بلحاظ مال اور اولاد کے	اور ہم نہیں ہیں	عذاب دیئے جانے والے	آپؐ کہئے	بیشک میرا رب

يَبْسُطُ الرِّزْقَ	لِمَنْ	يَّشَاۗءُ	وَيَقْدِرُ	وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ	لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ 36
کشادہ کرتا ہے رزق کو	اس کے لئے جس کے لئے	وہ چاہتا ہے	اور اندازے سے دیتا ہی	اور لیکن لوگوں کی اکثریت	جانتی نہیں ہے

وَمَآ اَمْوَالُكُمْ	وَلَآ اَوْلَادُكُمْ	بِالَّتِيْ	تُقَرِّبُكُمْ	عِنْدَنَا	زُلْفٰٓى	اِلَّا مَنْ
اور نہیں ہیں تمہارے مال	اور نہ ہی تمہاری اولاد	وہ جو	نزدیک کردیں تم کو	ہمارے پاس	بلحاظ زیادہ قریب ہونے کے	مگر وہ جو

اٰمَنَ	وَعَمِلَ صَالِحًا ۡ	فَاُولٰۗىِٕكَ	لَهُمْ	جَزَاۗءُ الضِّعْفِ	بِمَا
ایمان لایا	اور عمل کیا نیک	تو وہ لوگ ہیں	جن کے لئے ہے	دوگنے کا (دوہرا) بدلہ	بسبب اس کے جو

عَمِلُوْا	وَهُمْ فِي الْغُرُفٰتِ	اٰمِنُوْنَ ۝ 37	وَالَّذِيْنَ يَسْعَوْنَ	فِيْٓ اٰيٰتِنَا
انہوں نے عمل کیا	اور وہ لوگ بالاخانوں میں	امن میں ہونے والے ہیں	اور جو لوگ بھاگ دوڑ کرتے ہیں	ہماری نشانیوں میں

مُعٰجِزِيْنَ	اُولٰۗىِٕكَ فِي الْعَذَابِ	مُحْضَرُوْنَ ۝ 38	قُلْ اِنَّ رَبِّيْ
عاجز کرنے والے ہوتے ہوئے	وہ لوگ عذاب میں	حاضر کئے ہوئے ہوں گے	آپؐ کہئے بیشک میرا رب

يَبْسُطُ الرِّزْقَ	لِمَنْ يَّشَاۗءُ	مِنْ عِبَادِهٖ	وَيَقْدِرُ لَهٗ ۭ	وَمَآ اَنْفَقْتُمْ
کشادہ کرتا ہے رزق کو	جس کے لئے وہ چاہتا ہے	اپنے بندوں میں سے	اور اندازے سے دیتا ہے جس کے لئے (چاہے)	اور جو تم لوگ خرچ کرتے ہو

مِّنْ شَيْءٍ	فَهُوَ يُخْلِفُهٗ ۚ	وَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ۝ 39
کوئی بھی چیز	تو وہ اس کا عوض دیتا ہے	اور وہ رزق دینے والوں کا بہترین ہے

نوٹ۔1

آیت۔39۔ کا مطلب یہ ہے کہ تم جو چیز بھی خرچ کرتے ہو اللہ تعالیٰ اپنے خزانہ غیب سے تمہیں اس کا بدل دیتا ہے کبھی دنیا میں، کبھی آخرت میں اور کبھی دونوں جگہ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ہر روز جب لوگ صبح میں داخل ہوتے ہیں تو دو فرشتے آسمان سے اترتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ یا اللہ خرچ کرنے والے کو اس کا بدل عطا فرما اور بخل کرنے والے کا مال ضائع کردے۔

(معارف القرآن)

آیت نمبر (40 تا 45)

ترجمہ:

وَيَوْمَ	يَحْشُرُهُمْ	جَمِيعًا	ثُمَّ يَقُولُ	لِلْمَلٰٓئِكَةِ	اَهٰٓؤُلَآءِ	
اور جس دن	وہ اکٹھا کرے گا ان کو	سب کے سب کو	پھر وہ کہے گا	فرشتوں سے	کیا یہ لوگ	
اِيَّاكُمْ	كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ ﴿٤٠﴾	قَالُوْا	سُبْحٰنَكَ	اَنْتَ	وَلِيُّنَا	
تم لوگوں کی ہی	بندگی کیا کرتے تھے	وہ سب کہیں گے	پاکیزگی تیری ہے	تو ہی	ہمارا کارساز ہے	
مِنْ دُوْنِهِمْ ج	بَلْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ	الْجِنَّ ج	اَكْثَرُهُمْ	بِهِمْ	مُّؤْمِنُوْنَ ﴿٤١﴾	
ان کے بجائے	بلکہ یہ لوگ بندگی کرتے تھے	جنوں کی	ان کے اکثر	ان (جنوں) پر ہی	ایمان رکھنے والے تھے	
فَالْيَوْمَ	لَا يَمْلِكُ	بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ	نَّفْعًا وَّلَا ضَرًّا ط	وَنَقُوْلُ		
پس آج کے دن	اختیار نہیں رکھتا	تمہارا کوئی کسی کے لئے	کسی نفع کا اور نہ کسی تکلیف کا	اور ہم کہیں گے		
لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا	ذُوْقُوْا	عَذَابَ النَّارِ الَّتِيْ	كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ﴿٤٢﴾	وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ		
ان لوگوں سے جنہوں نے ظلم کیا	تم لوگ چکھو	اس آگ کے عذاب کو	تم لوگ جس کو جھٹلایا کرتے تھے	اور جب پڑھ کر سنائی جاتی ہیں ان کو		
اٰيٰتُنَا	بَيِّنٰتٍ	قَالُوْا	مَا هٰذَآ	اِلَّا رَجُلٌ	يُّرِيْدُ	اَنْ يَّصُدَّكُمْ
ہماری آیات	واضح ہوتے ہوئے	تو وہ لوگ کہتے ہیں	نہیں ہے یہ	مگر ایک ایسا مرد	جو ارادہ رکھتا ہے	کہ وہ روک دے تم لوگوں کو
عَمَّا	كَانَ يَعْبُدُ	اٰبَآؤُكُمْ ج	وَقَالُوْا	مَا هٰذَآ	اِلَّآ اِفْكٌ مُّفْتَرًى ط	
ان سے جن کی	بندگی کرتے تھے	تمہارے باپ دادا	اور وہ کہتے ہیں	نہیں ہے یہ (قرآن)	مگر ایک گھڑا ہوا جھوٹ	
وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا	لِلْحَقِّ	لَمَّا جَآءَهُمْ لا	اِنْ هٰذَآ	اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿٤٣﴾		
اور وہ لوگ کہتے ہیں جنہوں نے انکار کیا	حق کا	جب وہ آیا ان کے پاس	نہیں ہے یہ	مگر ایک کھلا جادو		
وَمَآ اٰتَيْنٰهُمْ	مِّنْ كُتُبٍ	يَّدْرُسُوْنَهَا	وَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمْ	قَبْلَكَ		
اور ہم نے نہیں دیں ان لوگوں کو	کوئی بھی ایسی کتابیں	یہ لوٹ سبق لیتے جن سے	اور ہم نے نہیں بھیجا ان کی طرف	آپ ﷺ سے پہلے		
مِّنْ نَّذِيْرٍ ﴿٤٤﴾	وَكَذَّبَ الَّذِيْنَ	مِنْ قَبْلِهِمْ لا	وَمَا بَلَغُوْا	مِعْشَارَ مَآ		
کوئی بھی خبردار کرنے والا	اور جھٹلایا انہوں نے جو	ان سے پہلے تھے	اور یہ لوگ نہیں پہنچے	اس (مال و دولت) کے دسویں حصے کو جو		
اٰتَيْنٰهُمْ	فَكَذَّبُوْا	رُسُلِيْ قف	فَكَيْفَ كَانَ	نَكِيْرِ ﴿٤٥﴾ ع		
ہم نے دیا ان (پہلوں) کو	تو انہوں نے جھٹلایا	میرے رسولوں کو	تو کیسی تھی	میری ناواقفیت		

نوٹ۔1

آیت۔41۔میں جن سے مراد شیاطین جن ہیں۔اور فرشتوں کے جواب کا مطلب یہ ہے کہ بظاہر تو یہ ہمارے نام لے کر اور اپنے تخیلات کے مطابق ہماری صورتیں بنا کر گویا ہماری عبادت کرتے تھے، لیکن در اصل یہ ہماری نہیں بلکہ شیاطین کی بندگی کر رہے تھے، کیونکہ شیاطین ہی نے ان کو یہ راستہ دکھایا تھا کہ اللہ کو چھوڑ کر دوسروں کو اپنا حاجت روا سمجھو اور ان کے آگے نذر و نیاز پیش کرو۔اس سے معلوم ہو گیا کہ عبادت صرف پرستش اور پوجا پاٹ ہی کا نام نہیں ہے بلکہ کسی کے حکم پر چلنا اور اس کی بے چوں و چرا اطاعت کرنا بھی عبادت ہی ہے۔اس کے ساتھ ہی یہ آیت صریح طور پر ان لوگوں کے خیال کی غلطی واضح کر دیتی ہے جو ''جن'' کو پہاڑی علاقوں کے باشندوں یا دہقانوں کے معنی میں لیتے ہیں۔کیا کوئی صاحب عقل اس آیت کو پڑھ کر یہ تصور کر سکتا ہے کہ لوگ صحرائی، پہاڑی یا دیہاتی آدمیوں کی عبادت کیا کرتے تھے اور ان ہی پر ایمان لائے ہوئے تھے۔(تفہیم القرآن)

آیت نمبر (46 تا 54)

ن و ش

(ن) نَوْشًا کسی چیز کو پکڑنا۔طلب کرنا۔

(تفاعل) تَنَاوُشًا کسی چیز کو پکڑ لینا۔حاصل کر لینا۔زیر مطالعہ آیت۔۵۲۔

ترجمہ:

قُلْ	اِنَّمَآ	اَعِظُكُمْ	بِوَاحِدَةٍ ۚ	اَنْ تَقُوْمُوْا
آپؐ کہئے	کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	میں نصیحت کرتا ہوں تم لوگوں کو	ایک (بات) کی	کہ تم لوگ کھڑے ہو

لِلّٰهِ	مَثْنٰى	وَفُرَادٰى	ثُمَّ تَتَفَكَّرُوْا ۚ قف	مَا بِصَاحِبِكُمْ	مِّنْ جِنَّةٍ ۭ
اللہ کے واسطے	دو دو	اور ایک ایک	پھر غور و فکر کرو	کیا تمہارے ساتھی کو	کسی بھی قسم کا کوئی جنون ہے

اِنْ هُوَ	اِلَّا نَذِيْرٌ	لَّكُمْ	بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ ﴿٤٦﴾	قُلْ	مَا سَاَلْتُكُمْ
نہیں ہے وہ	مگر ایک خبردار کرنے والا	تم کو	ایک سخت عذاب سے پہلے	آپؐ کہئے	جو میں نے مانگا تم سے

مِّنْ اَجْرٍ	فَهُوَ لَكُمْ ۭ	اِنْ اَجْرِيَ	اِلَّا عَلَى اللّٰهِ ۚ	وَهُوَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ
کوئی بھی اجر	تو وہ تمہارے لئے ہے	نہیں ہے میرا اجر	مگر اللہ پر	اور وہ ہر چیز پر

شَهِيْدٌ ﴿٤٧﴾	قُلْ	اِنَّ رَبِّيْ	يَقْذِفُ	بِالْحَقِّ ۚ	عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ﴿٤٨﴾
موجود رہنے والا ہے	آپؐ کہئے	بیشک میرا رب	ڈالتا (القا کرتا) ہے	حق کو	(وہ) غیبوں کا خوب جاننے والا ہے

قُلْ جَاۗءَ الْحَقُّ	وَمَا يُبْدِئُ	الْبَاطِلُ	وَمَا يُعِيْدُ ﴿٤٩﴾	قُلْ اِنْ ضَلَلْتُ
آپؐ کہئے آ گیا حق	اور ابتدا نہیں کرتے (تخلیق کی)	سارے باطل (غیر اللہ)	اور نہ وہ دوبارہ لاتے ہیں (مخلوق کو)	آپؐ کہئے اگر میں بھٹک گیا

فَاِنَّمَآ	اَضِلُّ	عَلٰي نَفْسِيْ ۚ	وَاِنِ اهْتَدَيْتُ	فَبِمَا
تو کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	میں بھٹکتا ہوں	اپنے نفس پر (یعنی نفس کے سبب سے)	اور اگر میں نے ہدایت پائی	تو بسبب اس کے جو

یُوۡحِیۡۤ اِلَیَّ	رَبِّیۡ	اِنَّہٗ	سَمِیۡعٌ	قَرِیۡبٌ ﴿۵۰﴾
وحی کرتا ہے میری طرف	میرا رب	بیشک وہ	سننے والا ہے	قریب ہے

وَ لَوۡ تَرٰۤی	اِذۡ فَزِعُوۡا	فَلَا فَوۡتَ
اور اگر آپؐ دیکھتے	جب وہ لوگ دہشت زدہ ہوں گے	تو کوئی بھی بھاگ نکلنا نہیں ہوگا

وَ اُخِذُوۡا	مِنۡ مَّکَانٍ قَرِیۡبٍ ﴿۵۱﴾	وَّ قَالُوۡۤا	اٰمَنَّا بِہٖ	وَ اَنّٰی لَہُمُ
اور وہ پکڑے جائیں گے	قریبی جگہ سے	اور وہ کہیں گے	ہم ایمان لائے اس پر	حالانکہ اب کہاں ہوگا ان کے لئے

التَّنَاوُشُ	مِنۡ مَّکَانٍ بَعِیۡدٍ ﴿۵۲﴾	وَّ قَدۡ کَفَرُوۡا بِہٖ
حاصل کرلینا (مقبول ایمان کو)	(اتنی) دور والی جگہ سے	اس حال میں کہ وہ انکار کر چکے ہیں اس کا

مِنۡ قَبۡلُ	وَ یَقۡذِفُوۡنَ	بِالۡغَیۡبِ	مِنۡ مَّکَانٍۭ بَعِیۡدٍ ﴿۵۳﴾	وَ حِیۡلَ
اس سے پہلے	اور وہ پھینکیں گے	غیب میں (اندھیرے ہیں)	دور والی جگہ سے	اور حائل کی جائے گی (رکاوٹ)

بَیۡنَہُمۡ	وَ بَیۡنَ مَا	یَشۡتَہُوۡنَ	کَمَا فُعِلَ
ان کے درمیان	اور اس کے درمیان جو	وہ لوگ چاہتے ہوں گے	اسکے مانند جو کیا گیا
بِاَشۡیَاعِہِمۡ	مِّنۡ قَبۡلُ	اِنَّہُمۡ کَانُوۡا	فِیۡ شَکٍّ مُّرِیۡبٍ ﴿۵۴﴾
ان کی (ہم عقیدہ) جماعتوں کے ساتھ	اس سے پہلے	بیشک وہ لوگ تھے	ایک الجھا دینے والے شک میں

نوٹ۔1

آیت۔46۔ میں تحقیق حق کا ایک راستہ بتایا گیا ہے کہ اللہ کے لئے کھڑے ہو جاؤ۔ دو۔ دو اور ایک ایک۔ یہاں کھڑے ہونے سے مراد حسی کھڑا ہونا نہیں بلکہ اس سے مراد کام کا پورا اہتمام کرنا ہے۔ قیام کے ساتھ لفظ لِلّٰہِ بڑھا کر یہ بتلانا مقصود ہے کہ خالص اللہ کی رضا کے لئے خالی الذہن ہو کر حق کی تلاش میں لگو۔ اور دو۔ دو یا ایک ایک میں کوئی خاص عدد مقصود نہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ غور کرنے کے دو طریقے ہوتے ہیں۔ ایک تنہائی میں خود غور کرنا دوسرا اپنے احباب و اکابر سے باہم بحث و تمحیص کے بعد کسی نتیجہ پر پہنچنا۔ ان دونوں طریقوں کو یا ان میں سے جو پسند ہو اس کو اختیار کرو۔ لفظ صَاحِبِکُمۡ میں اس طرف اشارہ ہے کہ یہ تمہارے شہر کے رہنے والے اور دن رات کے تمہارے ساتھ ہیں جن کی کوئی حالت و کیفیت تم سے پوشیدہ نہیں ہے اور اس سے پہلے تم نے بھی کبھی ان پر جنون کا شبہ نہیں کیا۔ (معارف القرآن)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سورۃ فاطر (35)

آیت نمبر (1 تا 4)

ترجمہ:

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ	فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ	جَاعِلِ الۡمَلٰٓئِکَۃِ	رُسُلًا
تمام شکر و سپاس اللہ کے لئے ہے	جو زمین اور آسمانوں کو وجود میں لانے والا ہے	جو فرشتوں کو بنانے والا ہے	پیغامبر

اُولِیْٓ اَجْنِحَۃٍ	مَّثْنٰی وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ؕ	یَزِیْدُ	فِی الْخَلْقِ
جو پروں والے ہیں	دو دو اور تین تین اور چار چار	وہ زیادہ کرتا ہے	پیدا کرنے میں
مَا یَشَآءُ ؕ	اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ	قَدِیْرٌ ①	مَا یَفْتَحِ اللّٰہُ
جو وہ چاہتا ہے	بیشک اللہ ہر چیز پر	قدرت رکھنے والا ہے	جو کھول دے اللہ

لِلنَّاسِ	مِنْ رَّحْمَۃٍ	فَلَا مُمْسِکَ	لَهَا ۚ	وَمَا یُمْسِکْ ۙ
لوگوں کے لئے	کسی رحمت میں سے	تو کوئی بھی روکنے والا نہیں ہے	اس کو	اور جو وہ روک لے
فَلَا مُرْسِلَ	لَهٗ	مِنْۢ بَعْدِهٖ ؕ	وَهُوَ الْعَزِیْزُ	الْحَکِیْمُ ②
تو کوئی بھی بھیجنے والا نہیں ہے	اس کو	اس (روک) کے بعد	اور وہ ہی بالا دست ہے	حکمت والا ہے
یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ	اذْکُرُوْا	نِعْمَتَ اللّٰہِ	عَلَیْکُمْ ؕ	هَلْ مِنْ خَالِقٍ
اے لوگو!	تم لوگ یاد کرو	اللہ کی نعمت کو	اپنے اوپر	کیا کوئی بھی ایسا خالق ہے
غَیْرُ اللّٰہِ	یَرْزُقُکُمْ	مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ؕ	لَآ اِلٰهَ	اِلَّا هُوَ ۫ۖ
اللہ کے علاوہ	جو رزق دیتا ہے تم لوگوں کو	آسمان اور زمین سے	کوئی بھی الٰہ نہیں ہے	مگر وہ

فَاَنّٰی	تُؤْفَکُوْنَ ③	وَاِنْ یُّکَذِّبُوْکَ	فَقَدْ کُذِّبَتْ
تو کہاں سے	تم لوگ پھیرے جاتے ہو	اور اگر یہ لوگ جھٹلاتے ہیں آپؐ کو	تو جھٹلائے جا چکے ہیں
رُسُلٌ	مِّنْ قَبْلِکَ ؕ	وَاِلَی اللّٰہِ	تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ④
رسول لوگ	آپؐ سے پہلے	اور اللہ ہی کی طرف	لوٹائے جائیں گے تمام معاملات

نوٹ ۔1

ہمارے پاس یہ جاننے کا کوئی ذریعہ نہیں ہے کہ فرشتوں کے بازوؤں اور پروں کی کیفیت کیا ہے۔ مگر جب اللہ تعالیٰ نے اس کیفیت کو بیان کرنے کے لئے دوسرے الفاظ کے بجائے وہ لفظ استعمال فرمایا ہے جو انسانی زبان میں پرندوں کے بازوؤں کے لئے آتا ہے تو یہ تصور کیا جا سکتا ہے کہ ہماری زبان کا یہی لفظ اصل کیفیت سے قریب تر ہے۔ دو دو اور تین تین اور چار چار بازوؤں کے ذکر سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مختلف فرشتوں کو اللہ تعالیٰ نے مختلف درجہ کی طاقتیں عطا فرمائی ہیں اور جس سے جیسی خدمت لینی مطلوب ہوتی ہے اس کو ویسی ہی سرعت رفتار اور قوت کار سے آراستہ فرمایا گیا ہے۔ (تفہیم القران)

آیت نمبر (5 تا 8)

ترجمہ:

یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ	اِنَّ وَعْدَ اللّٰہِ	حَقٌّ	فَلَا تَغُرَّنَّکُمُ	الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا ۫
اے لوگو!	یقیناً اللہ کا وعدہ	برحق ہے	تو ہرگز دھوکہ نہ دے تم لوگوں کو	دنیوی زندگی
وَلَا یَغُرَّنَّکُمْ	بِاللّٰہِ	الْغَرُوْرُ ⑤	اِنَّ الشَّیْطٰنَ	لَکُمْ عَدُوٌّ
اور ہرگز دھوکہ نہ دے تم لوگوں کو	اللہ کے بارے میں	وہ انتہائی دھوکے باز	بیشک شیطان	تمہارے لئے دشمن ہے

فَاتَّخِذُوْهُ	عَدُوًّا	اِنَّمَا يَدْعُوْا	حِزْبَهٗ	لِيَكُوْنُوْا	1543 مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ﴿6﴾
پس تم لوگ بناؤ (سمجھو) اس کو	دشمن (ہی)	وہ تو بس دعوت دیتا ہے	اپنے گروہ کو	تا کہ وہ سب ہو جائیں	آگ والوں میں سے

اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا	لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ﴿5﴾	وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
جن لوگوں نے انکار کیا	ان کے لئے ایک سخت عذاب ہے	اور جو لوگ ایمان لائے	اور انہوں نے عمل کئے نیکیوں کے

لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ	وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ ﴿7﴾	اَفَمَنْ	زُيِّنَ لَهٗ	سُوْٓءُ عَمَلِهٖ	فَرَاٰهُ
ان کے لئے مغفرت ہے	اور بڑا اجر ہے	تو کیا وہ	سجایا گیا جس کے لئے	اس کے عمل کی برائی کو	تو اس نے دیکھا اس کو

حَسَنًا	فَاِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ	مَنْ يَّشَآءُ	وَيَهْدِيْ	مَنْ يَّشَآءُ	فَلَا تَذْهَبْ
اچھا (بھلا)	تو بیشک اللہ گمراہ کرتا ہے	اس کو جس کو وہ چاہتا ہے	اور وہ ہدایت دیتا ہے	اس کو جس کو وہ چاہتا ہے	پس چاہیے کہ نہ جائے

نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ	حَسَرٰتٍ	اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ	بِمَا يَصْنَعُوْنَ ﴿8﴾
آپ کی جان ان پر	حسرتیں کرتے ہوئے	بیشک اللہ جاننے والا ہے	اس کو جو یہ لوگ کاریگری کرتے ہیں

نوٹ۔1

آیت۔8۔ میں اَفَمَنْ زُيِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ فَرَاٰهُ حَسَنًا کے بعد جواب بر بنائے قرینہ محذوف ہے۔ اگر اس حذف کو کھول دیجئے تو پوری بات یوں ہو گی، کیا وہ جس کی نگاہوں میں اس کی بدعملی کھبا دی گئی ہے اور وہ اپنی بدی کو نیکی سمجھنے لگا ہے تم اس کو ہدایت دینے والے بن سکتے ہو۔ مطلب یہ ہے کہ ایسے لوگوں کا ہدایت پانا سنتِ الٰہی کے خلاف ہے تو ایسے لوگوں کی فکر میں اپنے کو گھلانے کی ضرورت نہیں ہے۔ ان کا معاملہ اللہ کے حوالے کرنا چاہئے۔ (تدبر قرآن)

آیت نمبر (9 تا 11)

ترجمہ:

وَاللّٰهُ الَّذِيْٓ	اَرْسَلَ الرِّيٰحَ	فَتُثِيْرُ سَحَابًا	فَسُقْنٰهُ
اور اللہ وہ ہے جو	بھیجتا ہے ہواؤں کو	تو وہ اٹھاتی ہیں بادل کو	پھر ہم ہانک دیتے ہیں اس کو

اِلٰى بَلَدٍ مَّيِّتٍ	فَاَحْيَيْنَا بِهِ	الْاَرْضَ	بَعْدَ مَوْتِهَا	كَذٰلِكَ	النُّشُوْرُ ﴿9﴾
کسی مردہ شہر کی طرف	پھر ہم زندہ کرتے ہیں اس سے	زمین کو	اس کے مردہ ہو جانے کے بعد	اس طرح	دوبارہ زندہ ہونا ہے

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ	الْعِزَّةَ	فَلِلّٰهِ	الْعِزَّةُ جَمِيْعًا	اِلَيْهِ يَصْعَدُ	الْكَلِمُ الطَّيِّبُ
جو ارادہ کرتا رہتا ہے	عزت (حاصل کرنے) کا	تو اللہ ہی کے لئے ہے	عزت ساری کی ساری	اس کی طرف ہی چڑھتا ہے	پاکیزہ کلام

وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ	يَرْفَعُهٗ	وَالَّذِيْنَ يَمْكُرُوْنَ	السَّيِّاٰتِ	لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ
اور نیک عمل	بلند کرتا ہے اس کو	اور جو لوگ خفیہ تدبیر کرتے ہیں	برائیوں کی	ان کے لئے ایک سخت عذاب ہے

وَمَكْرُ اُولٰٓئِكَ	هُوَ يَبُوْرُ ﴿10﴾	وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ	مِّنْ تُرَابٍ	ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ
اور ان لوگوں کی چالبازی	وہ ہی تباہ و برباد ہوگی	اور اللہ نے پیدا کیا تم کو	ایک مٹی سے	پھر ایک نطفہ سے

1543

ثُمَّ جَعَلَكُمْ	اَزْوَاجًا ؕ	وَمَا تَحْمِلُ	مِنْ اُنْثٰى	وَلَا تَضَعُ
پھراس نے بنایا تم کو	جوڑے جوڑے	اور نہیں اٹھاتی (حمل)	کوئی بھی مونث	اور نہ وہ جنتی ہے

اِلَّا بِعِلْمِهٖ ؕ	وَمَا يُعَمَّرُ	مِنْ مُّعَمَّرٍ	وَّلَا يُنْقَصُ
مگراس کے علم سے	اور عمر نہیں دی جاتی	کسی بھی عمر دیئے ہوئے کو	اور نہ کمی کی جاتی ہے

مِنْ عُمُرِهٖٓ	اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ ؕ	اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ	يَسِيْرٌ ⑪
اس کی عمر میں سے	سوائے اس کے کہ ایک کتاب میں (وہ لکھا) ہے	بیشک یہ اللہ پر	آسان ہے

نوٹ۔1 آیت۔9۔ میں آفاقی صداقت کا بیان ہے اس لئے اس میں افعال ماضی کا ترجمہ حال میں کیا گیا ہے۔ (دیکھیں آیات۔2/49، نوٹ۔2) آیت۔10۔ میں مَنْ شرطیہ ہے اس لئے كَانَ يُرِيْدُ (ماضی استمراری) کا ترجمہ بھی حال میں ہوا ہے۔

نوٹ۔2 جو لوگ عزت حاصل کرنا چاہتے ہیں وہ یاد رکھیں کہ عزت تمام تر اللہ تعالیٰ کے لئے ہے اور اسی کے تعلق سے عزت حاصل ہوتی ہے۔ اسے حاصل کرنے کا طریقہ یہ بتایا کہ بندوں کی طرف سے اللہ کی طرف عروج کرنے والی چیز کلمۂ طیب، یعنی کلمۂ ایمان ہے۔ اس کے سوا کوئی دوسری چیز نہیں جو خدا سے قربت کا ذریعہ بن سکے۔ اس کلمۂ ایمان کو جو چیز رفعت بخشتی ہے وہ عمل صالح ہے۔ عمل صالح کے بغیر کلمۂ ایمان مرجھا کے رہ جاتا ہے۔ حضرت ابن عباس ؓ نے اَلْكَلِمُ الطَّيِّبُ سے کلمۂ ایمان ہی مراد لیا ہے اور یہاں اس کے پہلو بہ پہلو عمل صالح کا ذکر خود اس بات کی شہادت ہے کہ اس سے کلمہ ایمان ہی مراد ہے۔ فلسفۂ دین میں یہی کلمہ تمام علم وحکمت کی جڑ ہے اور یہ حقیقت بھی مسلم ہے کہ ایمان اور عمل صالح دونوں لازم وملزوم ہیں۔ جس طرح ایمان کے بغیر عمل کی کوئی بنیاد نہیں۔ اسی طرح عمل کے بغیر ایمان ایک بے جان شئے ہے۔ (تدبر قرآن)

نوٹ۔3 آیت۔11۔ کا جو حصہ وَمَا يُعَمَّرُ سے فِيْ كِتٰبٍ تک ہے، اس کا مفہوم جمہور مفسرین کے نزدیک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جس شخص کو طویل عمر عطا فرماتے ہیں وہ پہلے ہی لوح محفوظ میں لکھا ہوا ہے۔ اسی طرح جس کی عمر کم رکھی جاتی ہے وہ بھی لوح محفوظ میں درج ہے۔ اس کا حاصل یہ ہے کہ یہ کلام فرد واحد کے بجائے نوع انسانی کے متعلق ہے کہ اس کے کسی فرد کو طویل عمر دی جاتی ہے اور کسی کو اس سے کم۔

امام نسائی نے اس آیت کی تفسیر میں حدیث نقل کی ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ جو شخص چاہتا ہے کہ اس کے رزق میں وسعت اور عمر میں زیادتی ہو اس کو چاہیے کہ صلہ رحمی کرے۔ بظاہر اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صلہ رحمی سے عمر بڑھ جاتی ہے۔ مگر اس کا مطلب ایک دوسری حدیث نے خود واضح کر دیا ہے کہ حضرت ابو درداء ؓ فرماتے ہیں کہ ہم نے اس (مضمون) کا ذکر رسول اللہ ﷺ کے سامنے کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ (عمر تو اللہ کے نزدیک ایک ہی مقرر ہے) جب مقررہ مدت پوری ہو جاتی ہے تو کسی شخص کو ذرہ بھی مہلت نہیں دی جاتی بلکہ عمر کے زیادہ ہونے سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو اولاد صالح عطا فرما دیتا ہے۔ وہ اس کے لئے دعا کرتی رہتی ہے۔ یہ شخص نہیں ہوتا اور ان لوگوں کی دعائیں اس کو قبر میں ملتی رہتی ہیں۔ یعنی مرنے کے بعد بھی ان کو وہ فائدہ پہنچتا رہتا ہے جو خود زندہ رہنے سے حاصل ہوتا ہے۔ اس طرح گویا اس کی عمر بڑھ گئی۔ خلاصہ یہ ہے کہ جن احادیث میں بعض اعمال کے متعلق یہ آیا ہے کہ ان سے عمر بڑھ جاتی ہے اس سے مراد عمر کی برکت کا بڑھنا ہے۔ (معارف القرآن)

آیت نمبر (12 تا 14)

ترجمہ:

وَمَا يَسْتَوِي	الْبَحْرٰنِ ۖ	هٰذَا	عَذْبٌ	فُرَاتٌ	سَآئِغٌ	شَرَابُهٗ
اور برابر نہیں ہوتے	دونوں سمندر	یہ	میٹھا ہے	نہایت شیریں ہے	خوشگوار ہے	اس کا پینا

وَهٰذَا	مِلْحٌ	اُجَاجٌ ؕ	وَمِنْ كُلٍّ تَاْكُلُوْنَ	لَحْمًا طَرِيًّا	وَّتَسْتَخْرِجُوْنَ
اور یہ	کھاری ہے	نہایت کڑوا ہے	اور ہر ایک میں سے تم لوگ کھاتے ہو	کچھ تازہ گوشت	اور نکالتے ہو

حِلْيَةً	تَلْبَسُوْنَهَا ۚ	وَتَرَى الْفُلْكَ	فِيْهِ	مَوَاخِرَ
ایک ایسا زیور	تم لوگ پہنتے ہو جس کو	اور تو دیکھتا ہے کشتیوں کو	اس میں	پانی چیرنے والیاں ہوتی ہوئے

لِتَبْتَغُوْا	مِنْ فَضْلِهٖ	وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۲﴾	يُوْلِجُ الَّيْلَ	فِي النَّهَارِ
تا کہ تم لوگ تلاش کرو	اس کے فضل میں سے (روزی)	اور شاید کہ تم لوگ شکر کرو	وہ گھساتا ہے رات کو	دن میں

وَيُوْلِجُ النَّهَارَ	فِي الَّيْلِ ۙ	وَسَخَّرَ	الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۖ	كُلٌّ يَّجْرِيْ
اور وہ گھساتا ہے دن کو	رات میں	اور اس نے مسخر کیا	سورج کو اور چاند کو	ہر ایک رواں دواں ہے

لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ	ذٰلِكُمُ اللّٰهُ	رَبُّكُمْ	لَهُ	الْمُلْكُ ؕ	وَالَّذِيْنَ
خاتمے کے ایک مقررہ وقت کے لئے	یہ اللہ	تم لوگوں کا رب ہے	اس کے لئے ہی ہے	کل بادشاہت	اور وہ لوگ جن کو

تَدْعُوْنَ	مِنْ دُوْنِهٖ	مَا يَمْلِكُوْنَ	مِنْ قِطْمِيْرٍ ﴿۱۳﴾ ؕ	اِنْ تَدْعُوْهُمْ
تم لوگ پکارتے ہو	اس کے علاوہ	وہ اختیار نہیں رکھتے	کھجور کی گٹھلی پر جھلی جتنا بھی	اگر تم لوگ پکارو گے ان کو

لَا يَسْمَعُوْا	دُعَآءَكُمْ ۚ	وَلَوْ سَمِعُوْا	مَا اسْتَجَابُوْا	لَكُمْ ؕ
تو وہ نہیں سنیں گے	تمہاری پکار کو	اور اگر سنیں گے	تو جواب نہیں دیں گے	تمہارے لئے

وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ	يَكْفُرُوْنَ	بِشِرْكِكُمْ ؕ	وَلَا يُنَبِّئُكَ	مِثْلُ خَبِيْرٍ ﴿۱۴﴾ ع
اور قیامت کے دن	وہ لوگ انکار کریں گے	تمہارے شرک کا	اور خبر نہیں دے گا آپ ﷺ کو (کوئی)	خبر رکھنے والے کی طرح

نوٹ۔1

آیت۔14۔ کا مطلب یہ ہے کہ یہ بت یا بعض انبیاء یا فرشتے جن کو تم مصیبت کے وقت پکارو گے تو اولاً یہ تمہاری بات سن ہی نہ سکیں گے، کیونکہ بتوں میں تو سننے کی صلاحیت ہے ہی نہیں، انبیاء اور فرشتوں میں اگر چہ صلاحیت ہے مگر نہ وہ ہر جگہ موجود ہیں اور نہ ہر ایک کے کلام کو سنتے ہیں۔ آگے فرمایا کہ اگر بالفرض وہ سن بھی لیں تو پھر بھی وہ تمہاری درخواست پوری نہ کریں گے ان کو خود قدرت نہیں اور اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر کسی کی سفارش نہیں کر سکتے۔ (معارف القرآن)

آیت نمبر (15 تا 26)

1543

ترجمہ:

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ	الْفُقَرَآءُ	اِلَى اللّٰهِ ۚ	وَاللّٰهُ	هُوَ الْغَنِيُّ	الْحَمِيْدُ (15)
اے لوگو! تم لوگ ہی	محتاج ہو	اللہ کے	اور اللہ!	وہی بے نیاز ہے	حمد کیا ہوا ہے
اِنْ يَّشَاْ	يُذْهِبْكُمْ	وَيَاْتِ	بِخَلْقٍ جَدِيْدٍ (16) ۚ	وَمَا ذٰلِكَ	عَلَى اللّٰهِ
اگر وہ چاہے	تو لے جائے تم لوگوں کو	اور وہ لے آئے	ایک نئی مخلوق کو	اور نہیں ہے یہ	اللہ پر

بِعَزِيْزٍ (17)	وَلَا تَزِرُ	وَازِرَةٌ	وِّزْرَ اُخْرٰى ؕ	وَاِنْ تَدْعُ
کچھ بھاری	اور نہیں اٹھائے گی	کوئی اٹھانے والی (جان)	کسی دوسری (جان) کا بوجھ	اور اگر پکارے گی

مُثْقَلَةٌ	اِلٰى حِمْلِهَا	لَا يُحْمَلْ	مِنْهُ	شَيْءٌ	وَّلَوْ كَانَ
کوئی بوجھل کی ہوئی (جان)	اپنے بوجھ کی طرف	تو نہیں اٹھایا جائے گا	اس (بوجھ) میں سے	کچھ بھی	اور اگرچہ وہ ہو

ذَا قُرْبٰى ؕ	اِنَّمَا تُنْذِرُ	الَّذِيْنَ	يَخْشَوْنَ	رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ
قرابت والا	آپ تو بس خبردار کرتے ہیں	ان لوگوں کو جو	ڈرتے ہیں	اپنے رب سے بن دیکھے

وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ؕ	وَمَنْ تَزَكّٰى	فَاِنَّمَا يَتَزَكّٰى	لِنَفْسِهٖ ؕ
اور قائم کرتے ہیں نماز کو	اور جو اپنا تزکیہ کرتا ہے	تو وہ تو بس اپنا تزکیہ کرتا ہے	اپنی جان (کے بھلے) کے لئے

وَاِلَى اللّٰهِ	الْمَصِيْرُ (18)	وَمَا يَسْتَوِي	الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ (19) ۙ	وَلَا الظُّلُمٰتُ وَلَا النُّوْرُ (20) ۙ
اور اللہ کی طرف ہی	لوٹنا ہے	اور برابر نہیں ہوتے	اندھا اور بصارت والا	اور نہ اندھیرے اور نور

وَلَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُوْرُ (21) ۚ	وَمَا يَسْتَوِي	الْاَحْيَآءُ وَلَا الْاَمْوَاتُ ؕ	اِنَّ اللّٰهَ يُسْمِعُ
اور نہ سایہ اور نہ تیز دھوپ	اور برابر نہیں ہوتے	زندہ لوگ اور نہ مردے	بیشک اللہ سناتا ہے
مَنْ يَّشَآءُ ۚ	وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ	مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ (22)	اِنْ اَنْتَ
اس کو جس کو وہ چاہتا ہے	اور آپ ﷺ سنانے والے نہیں ہیں	ان کو جو قبروں میں ہیں	آپ ﷺ نہیں ہیں

اِلَّا نَذِيْرٌ (23)	اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ	بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ؕ
مگر ایک خبردار کرنے والے	بیشک ہم نے بھیجا آپ کو حق کے ساتھ	بشارت دینے والا اور خبردار کرنے والا

وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ	اِلَّا خَلَا فِيْهَا	نَذِيْرٌ (24)	وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ	فَقَدْ كَذَّبَ
اور نہیں ہے کوئی بھی امت	مگر (یہ کہ) گزرا اس میں	کوئی خبردار کرنے والا	اور اگر یہ لوگ جھٹلاتے ہیں آپ کو	تو جھٹلا چکے ہیں

الَّذِيْنَ	مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ	جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ	بِالْبَيِّنٰتِ	وَبِالزُّبُرِ	وَبِالْكِتٰبِ الْمُنِيْرِ (25)
وہ لوگ جو	ان سے پہلے تھے	آئے ان کے پاس ان کے رسول	واضح (نشانیوں) کے ساتھ	اور صحیفوں کے ساتھ	اور روشن کتاب کے ساتھ

ثُمَّ اَخَذْتُ الَّذِيْنَ	كَفَرُوْا	فَكَيْفَ كَانَ	نَكِيْرِ ﴿٢٦﴾ 1543
پھر میں نے پکڑا ان کو جنہوں نے	انکار کیا	تو کیسا تھا	میرا عدم عرفان

نوٹ۔1	وَمَنْ تَزَكّٰى فَاِنَّمَا يَتَزَكّٰى لِنَفْسِهٖ میں اشارہ اقامتِ صلٰوۃ کے فائدے کی طرف ہے کہ کوئی مثقلۃ یعنی گناہوں سے بوجھل کی ہوئی جان اگر اپنے گناہوں کے بوجھ سے سبکدوش ہونا چاہتی ہے اور اپنا تزکیہ کر کے پاکیزہ ہونا چاہتی ہے تو وہ نماز کا اہتمام کرے۔ یہ چیز اس کو گناہوں سے پاک کرے گی۔ اور جس نے پاکیزگی حاصل کی وہ اپنا ہی بھلا کرے گا اس لئے کہ اللہ کسی کی عبادت واطاعت کا محتاج نہیں ہے بلکہ بندے خود ہی اس کے محتاج ہیں۔ (تدبر قرآن)
نوٹ۔2	یہ بات قرآن مجید میں متعدد مقامات پر فرمائی گئی ہے کہ دنیا میں کوئی امت ایسی نہیں گزری ہے جس کی ہدایت کے لئے اللہ تعالیٰ نے نبی مبعوث نہ فرمائے ہوں۔ مگر اس سلسلہ میں دو باتیں سمجھ لینی چاہئیں تاکہ کوئی غلط فہمی نہ ہو۔ اول یہ کہ ایک نبی کی تبلیغ جہاں جہاں تک پہنچ سکتی ہو وہاں کے لئے وہی نبی کافی ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ ہر ہر بستی اور ہر ہر قوم میں الگ الگ انبیاء بھیجے جائیں۔ دوم یہ کہ ایک نبی کی دعوت وہدایت کے آثار اور اس کی رہنمائی کے نقوش قدم جب تک محفوظ رہیں اس وقت تک کسی نئے نبی کی ضرورت نہیں ہے۔ (تفہیم القرآن)

آیت نمبر (27 تا 30)

ترجمہ:

اَلَمْ تَرَ	اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ	مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ	فَاَخْرَجْنَا بِهٖ
کیا تو نے غور ہی نہیں کیا	کہ اللہ نے اتارا	آسمان سے کچھ پانی	تو ہم نے نکالے اس سے

ثَمَرٰتٍ	مُّخْتَلِفًا	اَلْوَانُهَا ۭ	وَمِنَ الْجِبَالِ	جُدَدٌۢ بِيْضٌ وَّحُمْرٌ
کچھ پھل	مختلف ہوتے ہوئے	ان کے رنگ	اور پہاڑوں میں سے	سرخ وسفید راستے ہیں
مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهَا	وَغَرَابِيْبُ سُوْدٌ ﴿٢٧﴾	وَمِنَ النَّاسِ	وَالدَّوَآبِّ	وَالْاَنْعَامِ
مختلف ہیں ان کے رنگ	اور کچھ بھجنگ کالے ہیں	اور لوگوں میں سے	اور جانداروں میں سے	اور مویشیوں میں سے

مُخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ	كَذٰلِكَ ۭ	اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ
مختلف ہیں ان کے رنگ	اسی طرح ہے	کچھ نہیں سوائے اس کے کہ ڈرتے ہیں اللہ سے

مِنْ عِبَادِهِ	الْعُلَمٰٓؤُا ۭ	اِنَّ اللّٰهَ	عَزِيْزٌ	غَفُوْرٌ ﴿٢٨﴾	اِنَّ الَّذِيْنَ
اس کے بندوں میں سے	علم والے	بیشک اللہ	بالادست ہے	بے انتہا بخشنے والا	بیشک جو لوگ

يَتْلُوْنَ كِتٰبَ اللّٰهِ	وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ	وَاَنْفَقُوْا	مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ
تلاوت کرتے ہیں اللہ کی کتاب کی	اور قائم کرتے ہیں نماز	اور خرچ کرتے ہیں	اس میں سے جو ہم نے عطا کیا ان کو
سِرًّا وَّعَلَانِيَةً	يَّرْجُوْنَ	تِجَارَةً	لَّنْ تَبُوْرَ ۙ ﴿٢٩﴾
چھپاتے ہوئے اور علانیہ	وہ لوگ امید کرتے ہیں	ایک ایسی تجارت کی جو	ہرگز برباد نہیں ہوگی

لِيُوَفِّيَهُمْ	اُجُوْرَهُمْ	وَيَزِيْدَهُمْ	مِّنْ فَضْلِهٖ	اِنَّهٗ غَفُوْرٌ	1543 شَكُوْرٌ ۝٣٠
نتیجۃً وہ پورا پورا دے گا ان کو	ان کے اجر	اور زیادہ دے گا ان کو	اپنے فضل سے	یقیناً وہ بے انتہا بخشنے والا ہے	انتہائی قدردان ہے

نوٹ۔1

آیت۔28۔ میں علماء سے مراد کسی دینی ادارے یا یونیورسٹی کے سند یافتہ عالم دین نہیں ہیں۔ یہاں پر یہ لفظ ہر اُس شخص کے لئے آیا ہے جو محض ظاہر پرست نہیں ہوتا بلکہ ظاہر سے باطن اور مجاز سے حقیقت تک پہنچنے کی انسانی صلاحیت کو استعمال کرتا ہے اور اس دنیا کے نظام پر غور فکر کر کے اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کر لیتا ہے۔ اُس نے گویا علم کی جڑ پکڑلی۔ یہ علم انسان میں اللہ کی خشیت پیدا کرتا ہے۔ یہی معرفت اور خشیت انسان کے تمام علوم وافکار میں حقیقی زندگی پیدا کرتی ہے۔ جن سے علوم وفنون دنیا کے لئے موجب خیر وبرکت بنتے ہیں۔ اگر یہ چیز نہ ہو تو انسان کی ساری ذہانت شیطان کی مقصد براری میں صرف ہوتی ہے۔

(تدبر قرآن سے ماخوذ)

آیت نمبر (31 تا 35)

ل غ ب

(ف۔ک) لُغُوْبًا بہت تھکنا

لُغُوْبٌ اسم ذات بھی ہے۔ تھکاوٹ۔ درماندگی۔ زیر مطالعہ آیت۔ ۳۵۔

ترجمہ:

وَالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ	مِنَ الْكِتٰبِ	هُوَ الْحَقُّ	مُصَدِّقًا	لِّمَا
اور وہ جو ہم نے وحی کیا آپؐ کی طرف	کتاب میں سے	وہی حق ہے	تصدیق کرنے والی ہوتے ہوئے	اس کی جو

بَيْنَ يَدَيْهِ	اِنَّ اللّٰهَ بِعِبَادِهٖ	لَخَبِيْرٌ	بَصِيْرٌ ۝٣١	ثُمَّ اَوْرَثْنَا
اس سے پہلے ہے	بیشک اللہ اپنے بندوں سے	یقیناً باخبر ہے	دیکھنے والا ہے	پھر ہم نے وارث بنایا

الْكِتٰبَ	الَّذِيْنَ	اصْطَفَيْنَا	مِنْ عِبَادِنَا	فَمِنْهُمْ	ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ
کتاب کا	ان لوگوں کو جنہیں	ہم نے چن لیا	اپنے بندوں میں سے	تو ان میں سے	کوئی ظلم کرنے والا ہے اپنی جان پر

وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ	وَمِنْهُمْ سَابِقٌۢ	بِالْخَيْرٰتِ	بِاِذْنِ اللّٰهِ	ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ ۝٣٢
اور ان میں سے کوئی میانہ رو ہے	اور ان میں سے کوئی سبقت کرنے والا ہے	بھلائی پر	اللہ کی اجازت سے	یہ ہی بڑا فضل ہے

جَنّٰتُ عَدْنٍ	يَّدْخُلُوْنَهَا	يُحَلَّوْنَ فِيْهَا	مِنْ اَسَاوِرَ	مِنْ ذَهَبٍ
(ان کے لیے) عدن کے باغات ہیں	وہ لوگ داخل ہوں گے ان میں	وہ لوگ آراستہ کئے جائیں گے ان میں	کچھ ایسے کنگنوں سے جو	سونے کے ہوں گے

وَّلُؤْلُؤًا	وَلِبَاسُهُمْ فِيْهَا	حَرِيْرٌ ۝٣٣	وَقَالُوا	الْحَمْدُ	لِلّٰهِ الَّذِيْٓ	اَذْهَبَ عَنَّا
اور موتی سے	اور ان کا لباس ان میں	باریک ریشم ہے	اور وہ کہیں گے	تمام شکروسپاس	اس اللہ کے لئے ہے جو	لے گیا ہم سے

الْحَزَنَ	اِنَّ رَبَّنَا	لَغَفُوْرٌ	شَكُوْرُ ۝٣٤	الَّذِيْٓ اَحَلَّنَا	دَارَ الْمُقَامَةِ
سارے غم	بیشک ہمارا رب	یقیناً بے انتہا بخشنے والا ہے	انتہائی قدردان ہے	جس نے اتارا ہم کو	ٹھہرائے جانے کے گھر میں

مِنۡ فَضۡلِہٖ ۚ	لَا یَمَسُّنَا فِیۡہَا	نَصَبٌ	وَّ لَا یَمَسُّنَا فِیۡہَا	لُغُوۡبٌ ﴿۳۵﴾
اپنے فضل سے	نہیں چھوئے گی ہم کو اس میں	کوئی مشقت	اور نہیں چھوئے گی ہم کو اس میں	کوئی تھکان

نوٹ۔1

کتاب کا وارث بنائے جانے والوں سے مراد مسلمان ہیں۔ اگرچہ یہ کتاب پیش تو کی گئی ہے سارے انسانوں کے سامنے مگر جنہوں نے آگے بڑھ کر اسے قبول کرلیا وہی اس شرف کے لئے منتخب کر لئے گئے کہ قرآن کے وارث بنیں۔ یہ مسلمان سب ایک ہی طرح کے نہیں ہیں، بلکہ تین طبقوں میں تقسیم ہو گئے ہیں۔ اولاً اپنے نفس پر ظلم کرنے والے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو قرآن کو اللہ کی کتاب اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ کا رسول تو مانتے ہیں مگر عملاً کتاب اللہ اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کا حق ادا نہیں کرتے۔ مومن ہیں مگر گناہ گار اور مجرم ہیں مگر باغی نہیں ہیں۔ اس لئے ان کو ظَالِمٌ لِنَفۡسِہٖ ہونے کے باوجود وارثین کتاب میں داخل اور خدا کے چنے ہوئے بندوں میں شامل کیا گیا ہے۔ ثانیاً میانہ رو لوگ۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اس وراثت کا حق کم وبیش ادا تو کرتے ہیں۔ ان کی زندگی اچھے اور برے دونوں طرح کے اعمال کا مجموعہ ہوتی ہے۔ ثالثاً نیکیوں میں سبقت کرنے والے۔ یہ لوگ اس وراثت کا حق ادا کرتے ہیں۔ یہ لوگ اتباع کتاب وسنت میں، اللہ کا پیغام اس کے بندوں تک پہنچانے میں اور بھلائی کے ہر کام میں پیش پیش ہوتے ہیں۔

مفسرین کی اکثریت کی رائے یہ ہے کہ امت کے یہ تینوں گروہ بالآخر جنت میں داخل ہوں گے خواہ محاسبہ کے بغیر یا محاسبہ کے بعد یا کوئی سزا پانے کے بعد۔ اس کی تائید نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک حدیث سے ہوتی ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو لوگ نیکیوں میں سبقت لے گئے وہ جنت میں کسی حساب کے بغیر داخل ہوں گے۔ اور جو میانہ رو ہیں ان کا محاسبہ ہوگا مگر ہلکا محاسبہ۔ وہ لوگ جنہوں نے اپنے نفس پر ظلم کیا وہ محشر کے پورے عرصہ میں روکے رکھے جائیں گے۔ پھر اللہ ان کو اپنی رحمت میں لے لے گا اور یہی لوگ ہیں جو کہیں گے کہ شکر ہے اس خدا کا جس نے ہم سے غم دور کر دیا۔ اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس آیت کی تفسیر خود بیان فرما دی ہے۔ محشر کے پورے عرصہ میں روکے جانے کا مطلب یہ ہے کہ وہ جہنم میں نہیں ڈالے جائیں گے۔ بلکہ ان کو ''تابرخاستِ عدالت'' کی سزا دی جائے گی اور روز محشر کی پوری طویل مدت ان پر اپنی ساری سختیوں کے ساتھ گزر جائے گی۔

(تفہیم القرآن)

اس سلسلہ میں میرا ذہن جس بات کی طرف منتقل ہوتا ہے وہ جمہور مفسرین کی رائے سے مختلف ہے، لیکن میری رائے ایک ایسے فرد واحد کی رائے ہے جس کی مفسرین کے سامنے کوئی حیثیت نہیں ہے، اس لئے پہلے ان کی رائے نقل کر دی ہے تاکہ امانت ادا ہو جائے، ویسے میری رائے یہ بنتی ہے کہ اس امت میں سے جن لوگوں کو اللہ نے قرآن وحدیث کا علم حاصل کرنے کی توفیق عطا کر دی ان کو گویا اس نے کتاب کا وارث بنانے کے لئے چن لیا۔ پھر اس علم کے لوگ تین طبقات میں تقسیم ہوتے ہیں۔ کچھ لوگوں کی زندگی میں اعمال صالحہ اور اتباع سنت کی تو کمی نہیں ہوتی، لیکن ان لوگوں کو علم کا ہیضہ ہو جاتا ہے اور وہ مناظرہ، بحث ومباحثہ وغیرہ میں الجھ کر اپنے علم کو اپنی انا کی تسکین کا ذریعہ بنا لیتے ہیں اور ان کا علم نافع نہیں رہتا۔ یہ لوگ اپنے نفس پر ظلم کرنے والے طبقہ میں آتے ہیں۔ ان کے اعمال صالحہ اور اتباع سنت ان کو دوزخ میں جانے سے روک دیں گے اور علم کو نفع بخش نہ بنانے کی غلطی کی سزا کے طور پر تابرخاست عدالت ان کو عرصۂ محشر میں روک لیا جائے گا۔ کچھ لوگ اپنے نفس کو قابو میں رکھتے ہیں اور اپنے علم کی مونچھ کا بال نہیں بناتے، لیکن کبھی ان کا نفس ان پر حاوی ہو جاتا ہے۔ اپنے علم کو لوگوں کے لئے نفع بخش بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس میں ٹھوکریں بھی کھاتے ہیں، سنبھلتے بھی ہیں۔ یہ مقتصد لوگ ہیں۔ جن کا محاسبہ ہوگا مگر ہلکا سا۔ اور الحمدللہ اس امت میں ایسے علماء کرام پہلے بھی بہت تھے اور آج بھی ہیں۔ جن کو زندگی میں اعمال صالحہ اور اتباع سنت کا بھی اہتمام ہوتا ہے۔ اور وہ پورے خلوص سے اپنے علم کو لوگوں کے لئے نفع بخش بنانے کی کوشش کرتے ہیں اور اس کام کے لئے اپنی زندگی وقف کر دیتے ہیں۔ یہ لوگ سابق بالخیرات ہیں اور جنت میں کسی حساب کے بغیر داخل ہوں گے۔

آیت نمبر (36 تا 40)

ترجمہ:

والذین کفروا	لھم نار جھنم ج	لا یقضی علیھم	فیموتوا
اور وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا	ان کے لئے جہنم کی آگ ہے	کام تمام نہیں کیا جائے گا ان کا	کہ وہ مر ہی جائیں
ولا یخفف عنھم	من عذابھا ط	کذلک نجزی	کل کفور ۳۶
اور تخفیف نہیں کی جائے گی اس میں	اس (آگ) کے عذاب میں سے	اس طرح ہم بدلہ دیتے ہیں	ہر ایک ناشکرے کو

وھم یصطرخون فیھا ج	ربنا	اخرجنا	نعمل صالحا	غیر الذی
اور وہ لوگ چلائیں گے اس میں	اے ہمارے رب	تو نکال ہم کو	تو ہم عمل کریں گے نیک	اس کے علاوہ جو

کنا نعمل ط	اولم نعمرکم	ما	یتذکر فیہ	من	تذکر
ہم عمل کیا کرتے تھے	اور کیا ہم نے عمر نہیں دی تم لوگوں کو	اتنا عرصہ	یاد دہانی حاصل کرتا جس میں	وہ جو	یاد دہانی حاصل کرنا چاہئے

وجاءکم	النذیر ط	فذوقوا	فما للظلمین	من نصیر ۳۷ ع
اور آیا تمہارے پاس	خبردار کرنے والا	تو (اب) چکھو	پس نہیں ہے ظالموں کے لئے	کوئی بھی مددگار

ان اللہ	علم غیب السموت والارض ط	انہ علیم	بذات الصدور ۳۸
بیشک اللہ	زمین اور آسمانوں کے غیب کا جاننے والا ہے	بیشک وہ جاننے والا ہے	سینوں والی (بات) کو

ھو الذی	جعلکم خلئف	فی الارض ط	فمن کفر	فعلیہ کفرہ ط
وہ، وہ ہے جس نے	بنایا تم کو خلیفہ	زمین میں	تو جس نے کفر کیا	تو اس پر ہے اس کا کفر
ولا یزید الکفرین	کفرھم	عند ربھم	الا مقتا ج	ولا یزید الکفرین
اور زیادہ نہیں کرتا کافروں کو	ان کا کفر	ان کے رب کے پاس	سوائے بیزاری کے	اور زیادہ نہیں کرتا کافروں کو
کفرھم	الا خسارا ۳۹	قل ارءیتم	شرکاءکم الذین	تدعون
ان کا کفر	سوائے خسارے کے	آپ ؐ کہئے کیا تم لوگوں نے غور کیا	اپنے اُن شریکوں پر جن کو	تم لوگ پکارتے ہو

من دون اللہ ط	ارونی	ماذا خلقوا	من الارض
اللہ کے علاوہ	تم لوگ دکھاؤ مجھ کو	کیا انہوں نے تخلیق کیا	زمین میں سے

ام لھم شرک	فی السموت ج	ام اتینھم کتبا	فھم علی بینت	منہ ج
یا ان کے لئے کوئی شراکت ہے	آسمانوں میں	یا ہم نے دی ان کو کوئی کتاب	تو وہ کسی دلیل پر ہیں	اس (کتاب) میں سے

بَلْ اِنْ يَّعِدُ	الظّٰلِمُوْنَ	بَعْضُهُمْ بَعْضًا	1543 اِلَّا غُرُوْرًا ۝٤٠
بلکہ وعدہ نہیں کرتے	ظالم لوگ	ان کا کوئی کسی سے	سوائے فریبوں کے

نوٹ۔1

آیت۔۳۷۔میں جس مہلت عمر کی بات ہے اس سے مراد عمر بلوغ اور اس سے آگے کی عمر ہے۔جس شخص کو عمر بلوغ ملی اس کو قدرت نے اتنا سامان دے دیا کہ حق و باطل میں تمیز کر سکے۔جس نے نہیں کیا وہ عذاب کا مستحق ہے۔جس کو جتنی زیادہ عمر ملی اس پر اللہ تعالیٰ کی اتنی زیادہ حجت پوری ہوئی اور وہ اتنا ہی زیادہ مستحق عذاب ہوا۔آگے فرمایا وَجَاۗءَكُمُ النَّذِيْرُ۔اس میں اشارہ ہے کہ اپنے خالق و مالک کو پہچاننے اور ماننے کے لئے خود انسانی عقل کافی تھی مگر اللہ نے صرف اسی پر اکتفا نہیں فرمایا بلکہ اس عقل کی امداد کے لئے نذیر بھی بھیجے۔معروف معنی کے اعتبار سے اس سے مراد انبیاء علیہم السلام اور ان کے نائب علماء ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ انسان کو بالغ ہونے کے بعد سے جتنے حالات پیش آتے ہیں۔اس کے اپنے وجود اور اگر دو پیش میں جو تغیرات اور انقلاب آتے ہیں، وہ سب ہی اللہ تعالیٰ کی طرف سے نذیر اور انسان کو متنبہ کرنے والے ہیں۔(معارف القرآن سے ماخوذ)

آیت نمبر (41 تا 43)

ترجمہ:

اِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ	السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ	اَنْ تَزُوْلَا ۚ	وَلَئِنْ
بیشک اللہ تھامتا ہے	آسمانوں کو اور زمین کو	کہ (کہیں) وہ دونوں کھسک جائیں	اور یقیناً اگر

زَالَتَآ	اِنْ اَمْسَكَهُمَا	مِنْ اَحَدٍ	مِّنْۢ بَعْدِهٖ ۭ	اِنَّهٗ كَانَ
وہ دونوں کھسک گئے	تو نہیں تھام سکے گا دونوں کو	کوئی ایک بھی	اس (اللہ) کے بعد	یقیناً وہ ہے

حَلِيْمًا غَفُوْرًا ۝٤١	وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ	جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ	لَئِنْ جَاۗءَهُمْ
بردبار بے انتہا بخشنے والا ہے	اور انہوں نے قسم کھائی اللہ کی	اپنی قسموں کا زور لگاتے ہوئے	یقیناً اگر آیا ان کے پاس

نَذِيْرٌ	لَّيَكُوْنُنَّ	اَهْدٰى	مِنْ اِحْدَى الْاُمَمِ ۚ	فَلَمَّا جَاۗءَهُمْ	نَذِيْرٌ
کوئی خبردار کرنے والا	تو وہ لوگ لازماً ہوں گے	زیادہ ہدایت والے	امتوں کی کسی ایک سے (بھی)	پھر جب آیا ان کے پاس	ایک خبردار کرنے والا

مَّا زَادَهُمْ	اِلَّا نُفُوْرَا ۝٤٢	اِۨسْتِكْبَارًا	فِي الْاَرْضِ	وَمَكْرَ السَّيِّئِ ۭ
تو زیادہ نہیں کیا ان کو	مگر بیزاریوں میں	بڑا بننے کے لئے	زمین میں	اور برائی کی تدبیر کے لئے

وَلَا يَحِيْقُ	الْمَكْرُ السَّيِّئُ	اِلَّا بِاَهْلِهٖ ۭ	فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ	اِلَّا سُنَّتَ الْاَوَّلِيْنَ ۚ
اور گھیرے میں نہیں لیتی	بری تدبیر (کسی کو)	سوائے اپنے لوگوں کے	تو یہ لوگ (اب) کیا انتظار کرتے ہیں	سوائے اگلوں کے دستور کے

فَلَنْ تَجِدَ	لِسُنَّتِ اللّٰهِ	تَبْدِيْلًا ۚ	وَلَنْ تَجِدَ	لِسُنَّتِ اللّٰهِ	تَحْوِيْلًا ۝٤٣
تو آپؐ ہرگز نہیں پائیں گے	اللہ کی سنت میں	کچھ تبدیل کرنا	اور آپؐ ہرگز نہیں پائیں گے	اللہ کی سنت میں	کوئی تغیر لانا

نوٹ۔1

وَلَا يَحِيْقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ اِلَّا بِاَهْلِهٖ اس کا حاصل یہ ہے کہ بری تدبیر کا وبال اور کسی پر نہیں پڑتا، بلکہ خود ایسی تدبیر کرنے والے ہی پر پڑتا ہے۔یعنی جو شخص دوسروں کا برا چاہتا ہے وہ خود برائی کا شکار ہو جاتا ہے۔(معارف القرآن)

دوسروں کو زک پہنچانے کی کوشش کرنے والا کبھی کامیاب ہو جاتا ہے اور کبھی ناکام رہتا ہے۔ دونوں صورتوں میں وہ مجرم ہے۔ آخرت میں اس کا یہ جرم حقوق العباد کے زمرے میں آئے گا اور اس کے وبال سے وہ نہیں بچ سکے گا، الا یہ کہ مرنے سے پہلے اس نے اپنے قصور معاف کرا لئے ہوں۔ اسی طرح سے دنیا میں بھی دونوں صورتوں میں بری تدبیر کرنے کے برے اثرات تدبیر کرنے والے کی شخصیت پر بھی اور اس کی زندگی کے حالات اور معاملات پر بھی لازماً مرتب ہوتے ہیں۔ البتہ ان کا نتیجہ ظاہر ہونے میں کچھ وقفہ حائل ہوتا ہے۔ اس کی وجہ سے انسانی ذہن عموماً سبب اور اس کی نتیجہ کے درمیان ربط قائم کرنے میں ناکام رہتا ہے، ورنہ یہ قاعدہ کلیہ اپنی جگہ اٹل ہے کہ بری تدبیر ایسی تدبیر کرنے والے کو ہی گھیرے میں لیتی ہے۔ کسی کا محدود مدت پر محیط کوئی جزوی مشاہدہ اس قاعدہ کلیہ کی تردید یا اس میں استثناء کی دلیل نہیں بن سکتا۔

آیت نمبر (44تا45)

ترجمہ:

أَوَلَمْ يَسِيرُوا	فِي الْأَرْضِ	فَيَنْظُرُوا	كَيْفَ كَانَ	عَاقِبَةُ الَّذِينَ
اور کیا انہوں نے سیر نہیں کی	زمین میں	نتیجۃً وہ دیکھتے	کیسا تھا	ان لوگوں کا انجام جو

مِنْ قَبْلِهِمْ	وَكَانُوا	أَشَدَّ مِنْهُمْ	قُوَّةً ط	وَمَا كَانَ اللّٰهُ	لِيُعْجِزَهُ
ان سے پہلے تھے	حالانکہ وہ لوگ تھے	ان سے زیادہ شدید	بلحاظ قوت کے	اور نہیں ہے اللہ	کہ عاجز کر سکے اس کو

مِنْ شَيْءٍ	فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ ط	إِنَّهُ كَانَ	عَلِيمًا قَدِيرًا ﴿٤٤﴾
کوئی بھی چیز	آسمانوں میں اور نہ ہی زمین میں	بیشک وہ ہے	جاننے والا قدرت والا

وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ	النَّاسَ	بِمَا كَسَبُوا	مَا تَرَكَ	عَلٰى ظَهْرِهَا
اور اگر مواخذہ کرتا اللہ	لوگوں کا	بسبب اس کے جو انہوں نے کمایا	تو وہ نہ چھوڑتا	اس کی پیٹھ پر

مِنْ دَابَّةٍ	وَّلٰكِنْ يُؤَخِّرُهُمْ	إِلٰى أَجَلٍ مُّسَمًّى ج	فَإِذَا جَاءَ
کوئی بھی جاندار	اور لیکن وہ موخر کرتا ہے ان کو	ایک مقررہ خاتمے کے وقت تک	پھر جب آتا ہے
أَجَلُهُمْ	فَإِنَّ اللّٰهَ كَانَ	بِعِبَادِهٖ	بَصِيرًا ﴿٤٥﴾ ع
ان کے خاتمے کا وقت	تو بیشک اللہ ہے	اپنے بندوں کو	دیکھنے سمجھنے والا ہے

1544

1543